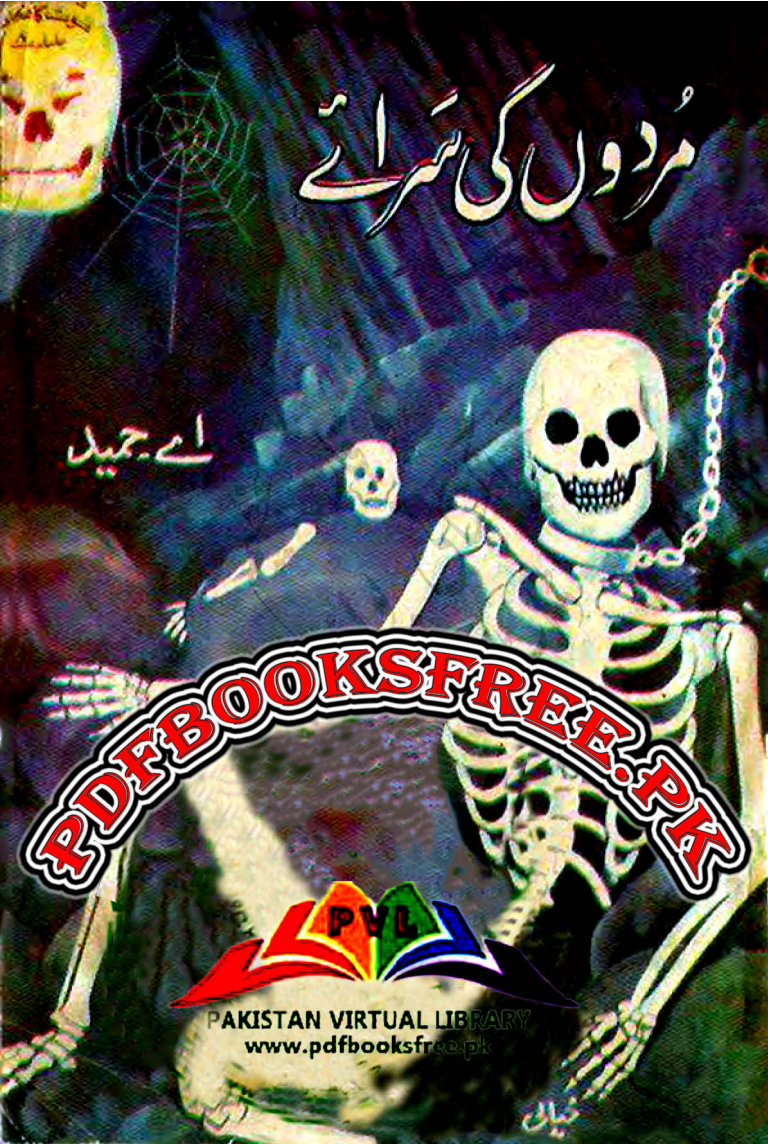

مُردوں کی سرائے
اے۔حمید
PDFBOOKSFREE.PK
PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موت کا تعاقب ۸

تاریخ کی پُراسرار اور سچّی داستان

مُردوں کی سرائے

اے حمید

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز

لاہور ——— حیدرآباد ——— کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحقِ پبلشرز محفوظ

طابع وناشر : شیخ نیاز علی
مطبع : علمی پرنٹنگ پریس۔ ۱۷۔ ہسپتال روڈ۔ لاہور
[redacted] : [redacted]

مقام اشاعت
شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز
ادبی مارکیٹ چوک انارکلی۔ لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلا باب	زنجیر ٹوٹ گئی
دوسرا باب	ویران خانقاہ
تیسرا باب	مرتبان کا بھوت
چوتھا باب	چنگیز خاں کے قبیلے میں
پانچواں باب	رقاصہ کہاں گئی ؟
چھٹا باب	بھید کھل گیا
ساتواں باب	مُردوں کے سرائے
آٹھواں باب	تبّت کا دربار
ناواں باب	مورتی زندہ ہو گئی
سواں باب	سانپ کے منہ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سنو پیارے بچو!

تھائیس شہزادی ۔۔۔ مندر کی ایک دیوداسی کے روپ میں، تبت کے بڑے مندر میں، بہت بڑی مورتی کے اندر قید ناچنے والی لڑکی سے وعدہ کرنے آتی ہے کہ وہ کل رات اُسے قید کی کال کوٹھڑی میں سے نکال کر لے جائے گی۔ دوسری طرف اُسی رات مندر کا بڑا پجاری اس لڑکی کو قافلے کے ساتھ روانہ کرنے والا ہے۔ یہ لوگ مصر اور شام میں جا کر عورتوں اور مردوں کو کنیزیں اور غلام بنا کر بیچتے ہیں۔ تھائیس آدھی رات کو بڑی مورتی کے اندر جا کر رقاصہ لڑکی کو چھڑا کر اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ دوسری جانب ملکہ شمبکا ہمارے ہیرو عنبر کے ساتھ تبت کے ہُن قبیلے کی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اُن کے پیچھے موہنجوڈارو کی شاہی فوج کے دستے لگے ہیں۔ آخر یہ بھید کھُل گیا کہ تھائیس دیوداسی نہیں۔ عنبر اور تھائیس کی ملاقات کیسے ہوئی؟ یہ آپ اس ناول میں پڑھیں۔

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زنجیر ٹوٹ گئی

رقاصہ لڑکی مُورتی کے تہہ خانے میں زنجیروں میں جکڑی پڑی تھی۔

بڑے پجاری زنتاکر نے بوڑھی عورت کو سختی سے تاکید کی کہ وہ رقاصہ لڑکی کو مارپیٹ کر اس بات پر راضی کرے کہ وہ دوسری لڑکیوں کے ساتھ قافلے میں شامل ہونے پر تیار ہو جائے۔ کیونکہ قافلہ اگلے روز صبح صبح وہاں سے خفیہ طور پر روانہ ہو رہا تھا زنتاکر دوسرے پجاری کے ساتھ مل کر ان لڑکیوں کو مصر روانہ کر دیتا تھا۔ جہاں وہ منڈی میں بھیڑ بکریوں کی طرح بیچ دی جاتی تھیں اس کی کسی کو خبر نہ تھی۔ مگر تھائیس پر یہ بھید کُھل چکا تھا اور اُس نے نہ صرف فیصلہ کر لیا تھا بلکہ رقاصہ لڑکی سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ اُسے ضرور بچا لے گی۔ اپنے کمرے میں آ کر وہ سارا دن سوچتی رہی کہ اُسے کسی طرح محل سے نکال کر کہاں چھپایا جائے۔ اور چھپانے کے بعد وہ اُسے کہاں لے کر جائے گی۔ ایک طرح سے تو تھائیس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خود بھی وہاں قید تھی۔ وہ خود وہاں سے فرار ہونا چاہتی تھی مگر ایسا نہیں کر سکتی تھی۔

بہرحال رقاصہ لڑکی کی یہ زندگی اور موت کا سوال تھا۔ تھائیس نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ آدھی رات کو رقاصہ لڑکی کو وہاں سے نکال لائے گی۔ آگے جو ہوگا دیکھا جائیگا۔ کم از کم وہ پردیس میں غلام بن کر بے بسی کی زندگی بسر کرنے سے تو بچ جائے گی۔ روز کی طرح تھائیس نے دیوداسی کے روپ میں مذہبی رسمیں ادا کیں۔ راجہ کو تلک لگایا۔ بڑے پجاری رتناکر کو پھول دیئے اور عطر و لوبان کی خوشبو میں پجاریوں کے منتر سنے۔ اس دوران میں اس کا دھیان مورتی کے اندر قید لڑکی کی طرف ہی لگا رہا۔ وہ سوچتی رہی کہ رات کو اسے وہاں سے نکال کر کہاں چھپائے؟ تیسرے پہر تھائیس کو مقدس پالکی میں بٹھا کر واپس استھان لایا گیا۔ یہاں کنیزوں اور خادماؤں نے اسے غسل دیا۔ نئے کپڑے پہنائے اور وہ مسہری پر لیٹ کر آرام کرنے لگی۔ رات کو ہلکا سا کھانا کھا کر اس نے خادماؤں کو جلدی بھیج دیا اور نیند کا بہانہ بنا کر سو گئی۔

وہ جاگ رہی تھی۔ آج کی رات بڑی خاص رات تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آج آدھی رات کے وقت اُسے چوری چھپے مندر کی بڑی مورتی کے اندر داخل ہو کر رقاصہ لڑکی کو بچانا تھا اور اُسے اپنے ساتھ لاکر کہیں چھپا دینا تھا۔ تھائیس کے سرہانے ایک ریت گھڑی رکھی تھی۔ وہ بڑی بے تابی سے رات کے آدھی گزرنے کا انتظار کر رہی تھی۔ اس اُس کے کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ اُس نے شمع بھی بجھا دی تھی۔ صرف کونے میں پیتل کی تھالی میں ایک موم بتی جل رہی تھی۔ کھڑکی میں سے اُسے آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے صاف نظر آ رہے تھے۔ رات آدھی گزر گئی تو تھائیس آہستہ سے اپنے بستر پر سے اٹھ بیٹھی۔ اُس نے اپنے جسم کو سیاہ چادر میں چھپایا اور موم بتی بجھا کر دروازے کی طرف بڑھی۔ دروازے کا ایک پٹ آہستہ سے کھول کر چاروں طرف غور سے دیکھا اور پھر یہ اطمینان کر لینے پر کہ وہاں کوئی نہیں وہ چپکے سے باہر نکل آئی۔

دروازہ بند کر کے وہ دبے پاؤں مندر کے بڑے کمرے کی طرف روانہ ہو گئی۔

مندر میں ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی کہیں کہیں کونے میں دھیمی دھیمی شمع جل رہی تھی جس کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روشنی زیادہ نہیں تھی۔ تھائیس دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی بڑے کمرے میں آ گئی۔ یہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ جب وہ مورتی کے دروازے میں داخل ہونے لگی تو اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اندر سے کوئی شخص باہر آ رہا ہے۔ اُسے دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز بھی سنائی دی۔ تھائیس جلدی سے ہٹ کر ایک طرف ہو گئی۔ باتیں کرنے کی آوازیں قریب آ گئیں اور پھر دروازہ کھلا اور رتناکر پجاری کے ساتھ باہر نکلا۔

وہ پجاری کو کہہ رہا تھا۔

"اگر یہ لڑکی تیار نہ ہوئی تو ہمارے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ اسے ہلاک کر کے دریائے آمو میں پھینک دیا جائے۔ اس لئے کہ یہ زندہ رہ کر ہمارا راز فاش کر دے گی اور ہمیں اپنا نہ اُس لڑکی کی زندگی سے زیادہ عزیز ہے۔"

پجاری نے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ اپنی ضد چھوڑ دے گی۔"

"مگر اب تو وقت ہی باقی نہیں رہا۔ پو پھٹتے ہی ہمارا خفیہ قافلہ مصر کی طرف اپنے سفر پر روانہ ہو جائے گا۔ اگر یہ لڑکی اُس قافلے کے ساتھ نہ گئی اور اس نے شور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مچا دیا تو ہمارا بھانڈا ٹھیک چوراہے میں پھوٹ جائے گا اور راجہ ہم سبھوں کی گردنیں اتار کر شہر کے دروازوں میں لٹکا دے گا۔"

پجاری ڈر سا گیا۔ اُس نے کہا۔

"ایسا نہیں ہوگا رتناکر! ہم اُس لڑکی کو زبردستی اٹھاکر لے جائیں گے۔"

رتناکر نے کہا۔

"یہی تو ہم کرنا نہیں چاہتے۔ ہم اسے بڑی آسانی سے ہلاک کرکے دریا کی لہروں کے سپرد کر سکتے ہیں مگر اسے زبردستی اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ یہ ضرور شور مچا دے گی اور ہمارا راز کھل جائے گا اور ہمیں کہیں سر چھپانے کو بھی جگہ نہ ملے گی۔"

پجاری نے جواب دیا۔

"آخر ایسی بھی مشکل کیا ہے رتناکر! ہم نے اتنی لڑکیوں کو قابو کرکے فروخت کیا ہے۔ کیا ہم سے یہ لڑکی قابو نہیں آئے گی؟ اگر چاروں طرف سے مجبوری ہو گئی تو ہم اُس کے سر پر ہتھوڑا مار کر اسے بے ہوش کرکے قافلے کے ساتھ روانہ کر دیں گے۔"

"ظاہر ہے مجبوراً ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ بہرحال ہمیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جا رہا ہوں - اب تم ٹھیک ایک پہر کے بعد پو پھٹتے ہی یہاں پہنچ جانا - میں تمہارا انتظار کروں گا - قافلہ شہر سے باہر دریا کنارے ہماری راہ دیکھ رہا ہوگا۔"

"آپ فکر نہ کریں میں پہنچ جاؤں گا۔"

تھائیس دیوار کی اوٹ میں چھپی اُن دونوں خطرناک پجاریوں کی گفتگو سُن رہی تھی، جب وہ باتیں کرتے دُور نکل گئے تو تھائیس اندھیرے میں نکل کر مورتی کے دروازے کی طرف بڑھی - وہ دروازہ آہستہ سے کھول کر اندر داخل ہو گئی - مورتی کے اندر کا راستہ سنسان اور اندھیرا تھا - وہ دبے پاؤں چلتی گئی - آخر وہ اُس کوٹھڑی کے باہر آ گئی - جس کے اندر وہ رقاصہ لڑکی قید تھی - تھائیس نے ذرا سا دھکا دے کر دروازے کا پٹ کھول دیا - اندر لڑکی زنجیروں کے ساتھ جکڑی قید تھی -

تھائیس کو دیکھ کر اُس کے چہرے پر مسرت کی چمک آ گئی -

"مقدس دیوداسی! مجھے آپ کا ہی انتظار تھا - آپ مجھے یہاں سے نجات دلانے والی بن کر آئی ہیں - وہ لوگ مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ میں اُن کے ساتھ چلوں - مگر میں نے مسلسل انکار کیا - وہ تھوڑی دیر بعد پھر آئیں گے"

"لڑکی! یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں - میں نے اُن دونوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی ساری گفتگو سُن لی ہے۔ وہ تمہیں بیہوش کرکے لے جانے کی فکر میں ہیں۔ مگر اُن کے آنے سے پہلے پہلے میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گی۔"

تھائیس نے قریب ہی پڑا ہوا ایک پتھر اٹھایا اور اُس کی ضربوں سے لڑکی کی زنجیریں توڑ دیں۔ لڑکی آزاد ہو گئی تو تھائیس نے کہا۔

"میرے پیچھے پیچھے چپ چاپ چلتی آؤ"

لڑکی تھائیس کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئی۔ مورتی کے پیٹ سے نکل کر وہ مندر کے بڑے کمرے میں آ گئے۔ تھائیس بائیں جانب گھومنے لگی تو اُس نے بڑے پجاری رتناکر اور چھوٹے پجاری کو مورتی کی طرف آتے دیکھا۔ وہ لڑکی کو لے کر جلدی سے ایک بُت کے پیچھے چھُپ گئی۔ پجاری کے ہاتھ میں لکڑی کا ہتھوڑا تھا۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ لڑکی کو بے ہوش کرکے لے جانے کے لیے آ رہے تھے۔

جب وہ قریب سے گزرے تو رتناکر نے کہا۔

"ہتھوڑے کی چوٹ لڑکی کے سر کے پیچھے لگانا۔ خیال رکھنا۔ چوٹ زیادہ نہ لگے۔ خون نہ بہے۔ بس وہ بیہوش ہو جائے۔"

"فکر نہ کرو رتناکر! میں اس سے پہلے کئی لوگوں کو ہتھوڑا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مار کر بے ہوش کر چکا ہوں۔ میرے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔"

"جلدی کرو۔ وقت بہت کم ہے۔ قافلے والے دریا کنارے صرف ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔"

"بس مورتی کے اندر جا کر ہتھوڑے کی چوٹ لگانے کی دیر ہے"

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے آگے نکل گئے تو تھائیس نے سرگوشی سے لڑکی کو کہا۔

"جلدی سے میرے پیچھے آ جاؤ"

وقت بڑا نازک تھا ایک پل کے بعد رتناکر اور پجاری کو معلوم ہو جانے والا تھا کہ رقاصہ لڑکی بھاگ گئی ہے اور یہ اُن کے حق میں انتہائی خطرناک بات ہو سکتی تھی۔ لڑکی کو ہلاک کر کے، یا اُسے وہاں سے اغوا کر کے وہ محفوظ تھے۔ مگر لڑکی کے بھاگ جانے پر ان کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ تھائیس نے معاملے کی سنگینی کے پیش نظر رقاصہ لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور قریباً گھسیٹتی ہوئی اسے اپنے کمرے کی طرف لے گئی۔ اُس کے کمرے کے باہر ایک دھیمی سی شمع جل رہی تھی۔ تھائیس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور لڑکی کو لے کر اندر گھس گئی۔ اُس نے اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاتے ہی دروازہ بند کر لیا اور لڑکی سے کہا

"فوراً میرے پلنگ کے نیچے چھپ جاؤ - جلدی"

رقاصہ لڑکی گھبرائی ہوئی تھی - بے چاری اُسی وقت تھائیس کے پلنگ کے نیچے گھسی اور دم سادھ کر لیٹ گئی - تھائیس کے پلنگ پر کم خواب اور ریشم کی چادر اس طرح بچھی تھی کہ اُس کے کنارے نیچے زمین پر بچھے ہوئے بکرے کی اُون کے سفید قالین کو چھو رہے تھے - چنانچہ اگر کوئی پلنگ کے نیچے لیٹا ہوا ہو تو وہ نظر نہیں آ سکتا تھا - تھائیس نے اپنا سیاہ لبادہ اتار کر صندوق میں رکھا اور شمع گُل کر کے پلنگ پر اس طرح لیٹ گئی جیسے سو رہی ہو -

اُدھر بڑا پجاری رتناکر چھوٹے پجاری کے ساتھ لکڑی کا ہتھوڑا لے کر کوٹھڑی میں داخل ہوا تو اُس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں - زنجیریں ٹوٹی ہوئی تھیں اور لڑکی غائب تھی - یہ بڑی ہی خطرناک بات تھی - لڑکی کا قید سے بھاگ جانا اُس کے لیے انتہائی ذلت آمیز موت کا باعث بن سکتا تھا - اس لئے کہ لڑکی کو معلوم تھا کہ بڑا پجاری قربان ہونے والی لڑکیوں کو فروخت کر دیتا ہے اور اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ صبح دریا کے کنارے سے ایک خفیہ قافلہ لڑکیوں کو لے کر روانہ ہونے والا تھا -

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ بڑا غضب ہو گیا۔ فوراً لڑکی کو تلاش کرو"
رتناکر نے گھبراہٹ سے کہا اور کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔
دونوں پجاری پاگلوں کی طرح لڑکی کو مندر میں اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگے۔ مگر وہاں تو سوائے اندھیرے اور گہری خاموشی کے اور کچھ نہیں تھا۔ سب سے زیادہ پریشانی رتناکر کو تھی کیونکہ لڑکی کی گمشدگی کے ساتھ اس کا بھانڈا پھوٹ جاتا تھا۔ انہوں نے مندر کا کونا کونا چھان مارا مگر اسے رقاصہ لڑکی کا کہیں سُراغ تک نہ ملا۔ وہ بڑے حیران تھے کہ عین وقت پر اُسے کون زنجیریں توڑ کر اپنے ساتھ لے گیا۔ کسی غیر آدمی کی ہمّت نہیں تھی کہ وہ مندر کے اندر یا مورتی کے اندر قدم بھی رکھ سکے۔ یقیناً یہ کام کسی بھیدی کا تھا۔
"مگر وہ بھیدی کون ہو سکتا ہے"۔
"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا۔
"میرا خیال ہے ہمیں باہر چل کر لڑکی کو تلاش کرنا چاہیئے"۔
"باہر تو شہر سو رہا ہے۔ گلیاں اور بازار سنسان ہیں۔ وہاں ہمیں اُس کا سراغ کہاں ملے گا"۔
دونوں پجاری مندر کی تلاشی لینے کے بعد پریشانی کی حالت میں باہر نکل آئے۔ انہوں نے باہر آکر ارد گرد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھیلے ہوئے گڑھوں اور چھوٹے چھوٹے پتھروں کے ٹکڑوں کے پیچھے بھی تلاش کیا مگر لڑکی کو تو جیسے زمین کھا گئی تھی۔ وہ وہاں سے لپک کر اُس بوڑھی عورت کی کوٹھڑی میں گئے جو اُس کی دیکھ بھال کیا کرتی تھی۔ بوڑھی عورت ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھی۔ اُس نے جب سُنا کہ لڑکی کو کوئی آزاد کرکے لے گیا ہے تو سر سے پاؤں تک کانپ گئی۔ کیونکہ اُس جرم میں وہ بھی برابر کی شریک تھی اور لڑکی کے بھانڈا پھوڑ دینے پر وہ عورت بھی پھانسی کے پھندے سے نہیں بچ سکتی تھی۔ اُس نے کہا

"میں تو اُسے اچھا بھلا چھوڑ کر آئی تھی۔"

"مگر تم نے کوٹھڑی کا دروازہ باہر سے بند کیوں نہیں کیا؟"

"وہ تو کبھی بھی تالہ نہیں لگا کر رکھا تھا۔ ہمیشہ ایسے ہی کھلا رہتا تھا۔ اس لئے کہ کسی کی جرات نہیں کہ مورتی کے اندر داخل ہو۔"

"اب تو پھر کوئی اندر داخل ہو کر لڑکی کو آزاد کرا کے لے گیا ہے اور ہماری سب کی جان خطرے میں ہے۔ اگر لڑکی نے راجہ کے دربار میں جا کر ہمارے بارے میں سارا راز فاش کر دیا تو راجہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"مگر اُس کے پاس کیا ثبوت ہے کہ ہم اُسے دوسرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملک میں فروخت کرنا چاہتے تھے ؟"

"کوٹھڑی میں ٹوٹی ہوئی زنجیریں ہمارے گناہ کا سب سے بڑا ثبوت ہیں۔"

"ہم اُن زنجیروں کو ابھی غائب کر دیتے ہیں۔"

"لیکن اگر راجہ نے پوچھا کہ اس لڑکی کو تو دیوتاؤں کے آگے قربان کر دیا گیا تھا۔ یہ پھر زندہ کیسے بچ گئی۔ اور پیالے میں خون کس کا تھا؟"

بڑے پجاری رتناکر کے اس سوال کا کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔ چھوٹے پجاری نے کہا۔

"پھر اب کیا کیا جائے رتناکر ؟"

رتناکر نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

"سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ سب سے پہلے تو خفیہ جانے والے قافلے کو فوراً روانہ کر دیا جائے تاکہ صبح ہونے سے پہلے پہلے وہ تبّت کی سرحدوں سے دُور نکل جائے اس کے بعد خاموشی سے اپنے طور پر لڑکی کی تلاش جاری رکھی جائے اور کسی سے کوئی بات نہ کی جائے۔ اگر کہیں لڑکی نظر آ جائے تو اُسے اُسی وقت اُسی جگہ ہلاک کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ ہمارے گناہوں کا چلتا پھرتا زندہ ثبوت ہے۔ جب تک وہ زندہ ہے ہم سب کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے بعد دونوں پجاری دریا کی طرف چلے گئے جہاں فقیہہ قافلہ تیار کھڑا تھا۔ انہوں نے جاتے ہی قافلے والے سے کہا کہ جس لڑکی کو آنا تھا وہ بہت زیادہ بیمار ہو گئی ہے اس لئے قافلہ اُس کے بغیر ہی روانہ ہو جائے۔ انہوں نے قافلے کو اُسی وقت روانہ کر دیا۔ قافلہ جب اُن کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ واپس مندر میں آ گئے اور اپنی کوٹھڑی میں بیٹھ کر سوچنے لگے کہ رقاصہ لڑکی کو کہاں تلاش کیا جائے اس سے پہلے انہوں نے قید خانے کی کوٹھڑی میں جا کر زنجیروں کو دیواروں سے کاٹ کر الگ کر دیا تھا اور وہاں سے سارے ثبوت ختم کر دیئے تھے۔

رات کے سائے صبح کی روشنی میں گم ہونے لگے تھے۔ تھائیس یعنی مورتی مندر کی دیوداسی اپنے پلنگ پر خاموش لیٹی ہوئی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ تھوڑی ہی دیر میں کنیزیں اُس کا منہ ہاتھ دھلانے آ جائیں گی۔ جب اُسے یقین ہو گیا کہ بڑا پجاری لڑکی کی تلاش میں اُدھر نہیں آئے گا تو اُس نے چپکے سے اُٹھ کر مسہری کے نیچے جھانک کر کہا۔

"باہر آ جاؤ اب"

لڑکی سہمی ہوئی تھی۔ وہ باہر نکل آئی۔ تھائیس اُسے لے کر اپنے کمرے کی ایک پچھلی کوٹھڑی میں آ گئی۔ یہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لکڑی کے پرانے صندوق پڑے تھے۔ تھائیس نے لڑکی کو کہا۔

"جب تک تمہارے یہاں سے نکلوانے کا کوئی اور بندوبست نہیں ہوتا تم اس کوٹھڑی میں چھپی رہو۔ یہاں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ میں خود تمہیں کھانے پینے کی ہر چیز پہنچا دیا کروں گی۔"

"اے مقدس دیوداس! میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں۔ تم نے میری زندگی کو تباہی سے بچا کر مجھ پر ایک ایسا احسان کیا ہے جسے میں ساری زندگی فراموش نہیں کروں گی۔"

"یہ میرا فرض تھا جو میں نے ادا کیا۔ ابھی میرا فرض پورا ادا نہیں ہوا ابھی تمہیں کسی ایسی جگہ پہنچانا ہے جہاں تم باقی زندگی عزت اور آبرو کے ساتھ بسر کر سکو۔ ابھی تک میری سمجھ میں یہ نہیں آ سکا کہ تمہارے لیے وہ جگہ کونسی ہو سکتی ہے۔"

"کاش میرے ماں باپ یا بہن بھائی زندہ ہوتے مگر میرا تو اس دنیا میں سوائے آپ کے اے مقدس ہستی اور کوئی نہیں ہے۔"

"رب عظیم تمہاری حفاظت کرے گا۔" اے رقاصہ لڑکی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اگر تم کو اُس نے اس اندھیری کوٹھڑی سے نکال دیا ہے تو اس کے بعد بھی وہ تمہاری ضرور حفاظت کرے گا۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔ میری کنیزیں آ رہی ہوں گی۔"

تھانیس رقاصہ لڑکی کو پچھلی کوٹھڑی میں بند کر کے باہر تالا لگا کر اپنے کمرے میں آ کر پلنگ پر لیٹ گئی۔ تھوڑی دیر بعد کنیزیں، عطر، لوبان اور مشک و عنبر لے کر خواب گاہ میں آ گئیں۔ ایک کنیز نے چنگ پر صبح کا نغمہ چھیڑ دیا۔ تھانیس نے یوں ظاہر کیا جیسے وہ ابھی ابھی سو کر اُٹھی ہو۔ کنیزوں نے عطر گلاب سے اُس کا منہ ہاتھ دھلایا۔ اُس کے سیاہ بالوں میں موتی اور گلاب کی سفید کلیاں پروئیں۔ اُس کے پاؤں گلاب کے عرق میں دھوئے اور پالکی میں سوار کرا کر اُسے کندھوں پر اُٹھا مندر کی طرف روانہ ہو گئیں۔

مندر میں راجہ، اُس کے وزیر، پجاری اور رتناکر مورتی کے آگے کھڑے تھے۔ دیوداسی کی پالکی کو دیکھ کر انہوں نے ہاتھ جوڑ کر سر جھکا دیئے۔ تھانیس نے محسوس کیا کہ رتناکر اور چھوٹے پجاری کے چہروں پر پریشانی تھی۔ لڑکی کی گمشدگی کی وجہ سے وہ بے چین تھے اور بار بار کبھی دائیں اور کبھی بائیں دیکھ رہے تھے۔ تھانیس ان کی پریشانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی وجہ اچھی طرح جانتی تھی۔ مگر وہ مطمئن تھی۔ اس لیے کہ جس کوٹھڑی کے اندر رقاصہ لڑکی بند تھی اُس کی چابی تھائیس کی ساڑھی کے پلّو کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ وہاں سے اُسے کوئی بھی دوبارہ اغوا نہیں کر سکتا۔ تھائیس نے بڑے سکون کے ساتھ مورتی مندر کی مذہبی رسمیں ادا کیں اور پالکی میں سوار ہو کر واپس اپنے استھان میں آ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ویران خانقاہ

عنبر ملکہ عمبکا کو ساتھ لے کر ہُن قبائل کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

اُس کے پیچھے موہنجوداڑو کی شاہی فوج کے سپاہی لگے اُن کا تعاقب کر رہے تھے۔ انہیں بادشاہ شہزادے کی طرف سے حُکم تھا کہ ملکہ عمبکا کو زندہ یا مُردہ گرفتار کر کے اُس کے دربار میں پیش کیا جائے۔ عنبر ملکہ کو موہنجوداڑو کے قید خانے سے آزاد کرا کر اپنے ساتھ لا رہا تھا۔ وہ اُسے اُس کے قبیلے کے سپرد کر کے خود آگے تبت کی طرف نکل جانا چاہتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ شاہی فوج اُس کے پیچھے لگی ہوگی۔ اسی لئے اُس راستے میں کسی جگہ بھی آرام نہیں کیا تھا اور وہ مسلسل سفر کر رہا تھا۔ آخر وہ تھک گئے۔ اُن کے گھوڑے بھی تھکن سے چُور ہو گئے۔ اب وہ کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھے جہاں وہ دم بھر کر آرام بھی کر لیں اور جہاں انہیں گھوڑوں کے لیے پانی بھی مل جائے۔ ملکہ عمبکا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں اس علاقے سے واقف ہوں۔ یہاں سے تھوڑی دُور ایک سیاہ پہاڑ کے دامن میں ایک ویران خانقاہ ہے، جہاں ایک چھوٹا سا پہاڑی چشمہ بہتا ہے۔"

"ٹھیک ہے ہم وہاں چل کر تھوڑی دیر آرام کریں گے۔"

انہوں نے گھوڑے آگے بڑھا دیئے۔ چلتے چلتے آخر وہ اُس سیاہ پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئے جہاں انہوں نے سیاہ پتھر کی بنی ہوئی ایک خانقاہ دیکھی جس کی چھت پر تکونی مینار ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔ عنبر نے پوچھا۔

"کیا اسی خانقاہ کا تم کہہ رہی تھیں عمبکا؟"

"ہاں۔ میرا خیال ہے یہ وہی خانقاہ ہے۔"

قریب پہنچ کر عنبر نے دیکھا کہ وہاں ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ چشمے کے اوپر پتھروں کی ایک چھت تھی جس پر سبز انگور کی بیل چڑھی ہوئی تھی۔ انہوں نے گھوڑوں کو پانی پلایا۔ خود منہ ہاتھ دھویا اور انگور کھائے۔ اور گھوڑوں کو اِدھر اُدھر گھاس پینے چرنے کے تنہا چھوڑ دیا۔

تازہ دم ہونے کے بعد عنبر اور عمبکا دونوں خانقاہ کے اندر چلے گئے۔ یہاں سوائے اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے پتھروں اور ایک کونے میں بنے ہوئے چبوترے کے اور کچھ نہ تھا صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ خانقاہ ایک عرصے سے ویران

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلی آ رہی ہے۔ عنبر نے عمبکا سے پوچھا۔
"کیا تم اس سے پہلے بھی یہاں آئی ہو؟"
عمبکا نے کہا۔
"بہت دیر کی بات ہے کہ میں ادھر سے اپنی فوج کے ساتھ گزری تھی۔ یہ خانقاہ ان دنوں بھی اسی طرح ویران تھی۔ میں نے یہاں کسی راہب یا لاما کو نہیں دیکھا تھا۔"
"یہ خانقاہ مجھے کسی مرے ہوئے لاما کی معلوم ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے اندر چبوترے کے پاس جو مٹی کا مرتبان پڑا ہے اس میں ضرور اس مرے ہوئے لاما کی راکھ ہے۔"
"ہو سکتا ہے۔ مگر ہمیں اس سے کیا۔ ہمیں تو یہاں گھڑی دو گھڑی آرام کر کے آگے نکل جانا ہے۔ اس لئے کہ شاہی فوج کے سپاہی ضرور ہمارا پیچھا کر رہے ہوں گے۔"
"ٹھیک ہے عمبکا۔ مگر مجھے خانقاہوں سے ہمیشہ دلچسپی رہی ہے۔ خاص طور پر ایسی خانقاہوں سے جہاں کسی مرے ہوئے پجاری یا دیوداسی کی راکھ پڑی ہو۔"
"تم مجھے وہمی انسان معلوم ہوتے ہو۔ حالانکہ ایک بہادر نوجوان کو وہمی نہیں ہونا چاہیئے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تم بہادر نوجوان ہو۔ پھر تم اتنا وہم کیوں کرتے ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"یہ میرا وہم نہیں ہے عمبکا۔ بلکہ میرا شوق ہے۔"

"کیا تمہیں روحوں کو دیکھنے اور اُن سے باتیں کرنے کا شوق ہے؟"

"ہاں"

"کیا تم نے کسی روح کو آج تک دیکھا ہے؟ کسی روح سے کبھی بات کی ہے؟"

"نہیں"

عنبر نے دل کی بات دل ہی میں رہنے دی اور عمبکا کو اپنے بارے میں بالکل نہ بتایا کہ وہ روحوں سے باتیں کر لیتا ہے اور اُس نے کئی روحوں کو اپنے سامنے دیکھا ہے۔ بلکہ وہ خود ایک روح تھا۔ اگر روح نہ ہوتا تو دو ہزار برس سے کیسے زندہ چلا آتا؟ عنبر اٹھ کر خانقاہ کے اندر چلا گیا۔ وہ دیواروں کو غور سے دیکھنے لگا۔ وہ مٹی کے پرانے مرتبان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ مرتبان پر لکڑی نے جالا بُن رکھا تھا اور اُس کا آدھا حصہ زمین کے اندر دفن تھا۔ عنبر نے مرتبان کو ہاتھ لگا کر دیکھا۔ وہ سخت ٹھیکرا تھا۔ اچانک اُسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کسی نے سسکی بھری ہو۔ وہ چونک سا گیا۔ اُس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پلٹ کر دیکھا۔ اُس کا خیال تھا کہ شاید اُس کے پیچھے کسی سانپ نے سسکارا ہے۔ مگر پیچھے کچھ بھی نہیں تھا۔ عنبکا باہر چشمے کے کنارے بیٹھی اپنے پاؤں دھو رہی تھی۔

عنبر نے مرتبان کو ایک بار پھر انگلی سے چھُوا تو اسے ایک بار پھر سسکار سی سنائی دی۔ جیسے کوئی خاموشی سے آہیں بھر رہا ہو۔ عنبر محتاط ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس خانقاہ میں کسی درویش کی روح رہتی ہے۔ اُس نے آہستہ سے روح کو آواز دی۔

"تم جس کی بھی روح ہو۔ اگر سامنے آ سکتی ہو تو سامنے آؤ"

نہ تو کسی نے کوئی جواب دیا اور نہ کوئی روح اُس کے سامنے ہی آئی۔ وہ چبوترے کے دائیں جانب آ کر دیوار کو جھک کر دیکھنے لگا۔ یہاں اُسے ایک پتھر کی سِل نظر آئی جو دیوار میں سے ذرا سی باہر کو کھسکی ہوئی تھی۔ عنبر نے دونوں ہاتھوں سے سِل کو ذرا اپنی طرف کھسکایا سِل آگے کو آ گئی اور اُس کے عقب میں عنبر کو ایک سوراخ دکھائی دیا۔ عنبر نے سوراخ کے اندر ہاتھ ڈال کر ٹٹولا تو اندر اُسے پتھر کا ایک لٹو سا محسوس ہوا۔ عنبر نے اُس لٹو کو ایک طرف گھما دیا۔ لٹو گھماتے ہی دیوار میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک شگاف پیدا ہو گیا۔ گڑگڑاہٹ اتنی زیادہ تھی کہ باہر چبوترے پر بیٹھی ہوئی عمبکا بھاگ کر اندر آ گئی۔

"کیا ہوا عنبر؟"

عنبر نے دیوار کی طرف اشارہ کیا۔ دیوار میں کافی کھلا دروازہ تھا شگاف دیکھ کر عمبکا بڑی حیران ہوئی۔

"یہ ——— یہ دیوار میں دروازہ کہاں سے آ گیا؟"

عنبر نے کہا۔

"آؤ اندر چل کر دیکھتے ہیں۔"

عمبکا بھی بڑی دلیر ملکہ تھی۔ وہ عنبر کے ساتھ شگاف کے دروازے میں سے گزر کر اندر چلی گئی۔ اندر ایک اونچی چھت والا کمرہ تھا جو کافی دور تک پہاڑ کے اندر ہی اندر چلا گیا تھا۔ چھت کے اوپر سے اندر ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ یہ روشنی پہاڑ کے اوپر کسی قدرتی بنے ہوئے روشندان سے آ رہی ہے۔ ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ اچانک عنبر کو محسوس ہوا کہ اس کا پیچھا کرنے والے سپاہی خانقاہ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اس نے عمبکا سے کہا۔

"جلدی سے باہر چلو۔ شاید دشمن سر پر پہنچ گیا ہے۔"

وہ دونوں بھاگتے ہوئے خانقاہ سے باہر آ گئے۔ یہ عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی خاص چھٹی حس تھی جس نے اُسے آنے والے خطرے سے بروقت خبردار کر دیا تھا۔ اور جس کا اُسے ڈر تھا وہی ہوا۔ جب وہ خانقاہ سے باہر نکلے تو انہیں دُور ایک پہاڑی کی ڈھلان پر موہنجوداڑو کے بادشاہ کے سپاہیوں کا ایک دستہ نیچے میدان میں اُترتا نظر آیا۔ صاف ظاہر تھا کہ اس دستے کو اُسی خانقاہ کی طرف آنا تھا۔ کیونکہ وہاں سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں تھا۔

"فوراً گھوڑوں کو قابو کر کے خانقاہ کے اندر لے چلو عمبکا۔ وہ تھوڑی ہی دیر میں یہاں پہنچنے والے ہیں۔"

"یہاں ہم کہاں چھپیں گے عنبر! میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے فرار ہو جانا چاہیئے۔"

"اگر ہم یہاں سے فرار ہو گئے تو سپاہی بہت جلد ہمیں راستے میں پکڑ لیں گے۔ اس لئے کہ وہ آندھی کی طرح بڑھتے آ رہے ہیں۔ اور اس سے آگے صحرا میں کوئی بھی چھپنے کی جگہ نہیں ہے۔"

عمبکا نے عنبر کی تجویز مان لی۔ انہوں نے گھوڑوں کو باگوں سے پکڑا اور کھینچتے ہوئے خانقاہ کے اندر لے گئے۔ یہ اُن کی خوش قسمتی تھی کہ عنبر نے ٹٹولتے ٹٹولتے دیوار میں ایک دروازہ تلاش کر لیا تھا۔ ورنہ آج عمبکا کو دشمن کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپاہیوں سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔ عنبر نے پہلے دونوں گھوڑوں کو دیوار کے شگاف کے اندر داخل کر دیا اور اس کے بعد خود بھی اندر چلا گیا۔ اندر جا کر اس نے دیوار کے سوراخ میں اندر کی جانب سے ہاتھ ڈال کر لٹو کو الٹا گھما دیا۔ لٹو کے الٹا گھومتے ہی دیوار دوبارہ اپنی اصلی جگہ پر آ گئی اور شگاف بند ہو گیا۔ عنبر نے کہا۔

"اب ہم اس خانقاہ میں بالکل محفوظ ہیں۔ اگر سپاہی یہاں ٹھہرے بھی تو وہ ہمیں نہ پا کر آگے نکل جائیں گے۔"

عمبکا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ یہاں نہیں ٹھہریں گے۔"

"نہیں۔ وہ ضرور یہاں رُکیں گے۔ ایک تو یہاں پانی ہے دوسرے انہیں یہاں ہمارے گھوڑوں کے سُموں کے نشان نظر آئیں گے۔ وہ ہمیں یہاں رُک کر ارد گرد ضرور تلاش کریں گے۔"

ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ انہیں باہر بہت سے گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دیں۔ ایسے لگا جیسے بہت سے گھوڑے وہاں آ کر رُک گئے ہوں۔ باہر گھوڑوں کی آوازیں سُن کر اندر عنبر اور عمبکا کے گھوڑے بھی ہنہنائے۔ عمبکا نے کہا۔

"دیوتاؤں کے لیے ان کو خاموش کرو۔ یہ ہمیں مروا دیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے فوراً چادریں پھاڑ کر دونوں گھوڑوں کے منہ کس کر باندھ دیئے اور خود کان لگا کر دیوار کے اُس پار کی آوازیں سننے لگا۔ سپاہیوں نے عنبر اور عنبکا کے گھوڑوں کے سُموں کے نشان دیکھ لئے تھے اور وہاں رُک گئے تھے۔ سُموں کے نشان اِدھر اُدھر سے گھوم کر خانقاہ کے اندر جا رہے تھے۔ ایک سپاہی نے کہا۔

"یقیناً وہ لوگ اس خانقاہ کے اندر چھپے ہوئے ہیں۔"

اُس کے ساتھ ہی سپاہی گھوڑوں سے اتر کر تلواریں ہاتھ میں لئے خانقاہ کے اندر آ گئے۔ مگر خانقاہ کے اندر سوائے اِدھر اُدھر پڑے ہوئے پتھروں اور ایک چبوترے کے اور کچھ نہیں تھا۔ چھوٹی سی کوٹھڑی میں اگر دو گھوڑے ہوتے تو وہ کہاں چھپ سکتے تھے؟ سپاہیوں کے افسر نے کہا۔

"لیکن گھوڑوں کے نشان اندر آ کر دوبارہ باہر نہیں جا رہے۔ پھر وہ کہاں چلے گئے؟ انہیں زمین کھا گئی ہے؟ تلاش کرو۔ وہ ضرور یہاں کہیں چھپے ہوں گے۔"

ایک سپاہی نے کہا۔

"سردار! اتنی چھوٹی سی کوٹھڑی میں ہم انہیں کتنی دیر اور کہاں تک تلاش کرتے رہیں گے۔ وہ ضرور یہاں سے نکل کر چلے گئے ہیں۔ ہمیں اُن کا پیچھا جاری رکھنا چاہیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اگر ہم نے یہاں دیر کر دی تو وہ بہت دور نکل جائیں گے۔"
سردار نے کہا۔
"یہ مرتبان کیسا ہے؟"
ایک سپاہی نے کہا
"سردار! تبت کے لوگ اپنے کسی بزرگ کی راکھ مرنے کے بعد مرتبانوں میں بند کر کے رکھ دیا کرتے ہیں یہ ضرور کسی درویش کی راکھ ہے۔"
سردار نے غصے میں کہا۔
"اتنے بڑے مرتبان میں چھوٹی سی راکھ رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ ضرور اس مرتبان میں چھپے ہوں گے۔"
اور یہ کہہ کر سردار نے مرتبان پر تلوار ماری اور مرتبان ٹوٹ گیا۔ سردار نے جھانک کر اندر دیکھا تو ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔
"اس کے اندر تو کسی مُردے کی کھوپڑی اور ہڈیاں پڑی ہیں۔"
سپاہی بولا۔
"میں نے آپ سے یہی کہا تھا کہ اس میں کسی مُردے کی راکھ ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اس مرتبان کی مرمت کر کے اسے دوبارہ بند کر دینا چاہیئے۔ مُردوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی بے حرمتی گناہ ہے۔"

"بک بک بند کرو اور چلو آگے۔ وہ لوگ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتے۔"

سردار نے چیخ کر سپاہیوں سے کہا اور وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر خانقاہ سے آگے نکل گئے۔ اندر دیوار کے ساتھ لگے لگے عنبر نے اُن کی ساری باتیں سُن لی تھیں اور اُس نے مرتبان کے ٹوٹنے کی آواز بھی سُنی تھی جس کا اُسے بے حد افسوس ہوا تھا۔ جب اُسے یقین ہو گیا کہ سپاہی بہت دُور نکل چکے ہوں گے تو وہ دیوار کا لٹو گھما کر باہر نکل آیا۔ ملکہ عنبکا بھی اس کے ساتھ تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ مرتبان اوپر سے ٹوٹ گیا تھا اور اُس کا ایک ٹکڑا نیچے گرا پڑا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"ان لوگوں نے اس درویش کی بے حرمتی کی ہے۔ اس کی روح اُن سے ضرور بدلہ لے گی۔"

ملکہ عنبکا نے کہا

"ہمیں اس مرتبان کو جوڑ دینا چاہیئے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" اتنا کہہ کر عنبر نے زمین پر گرا ہوا مرتبان کا ٹکڑا اٹھایا اور اُسے جوڑنا شروع کر دیا۔ عنبکا نے باہر چشمے کے پانی سے مٹی کو گیلا کر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کا گارا بنایا۔ عنبر نے مرتبان کی ٹوٹی ہوئی کرچیں اٹھائیں اور گارے کی مدد سے اُسے جوڑنا شروع کر دیا۔ جب مرتبان پوری طرح جُڑ گیا تو عنبر نے کہا۔

"اب کیا ارادہ ہے؟ کیا ہمیں آگے چلنا چاہیئے یا یہیں ٹھہر کر ان کی واپسی کا انتظار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہاں سے آدھے دن کی مسافت کے بعد ہُن قبائل کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے اور سپاہی اُس علاقے میں جانے کی جرأت نہیں کریں گے"

عمبکا کہنے لگی۔

"تمہارا خیال ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر سپاہی میرے علاقے میں ایک بار چلے گئے تو میرے قبیلے کے لوگ انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ وہ ضرور آج رات تک اسی جگہ واپس آ جائیں گے اور ضرور یہاں پڑاؤ کریں گے"

"تو پھر ہمیں اسی خانقاہ میں بیٹھ کر اُن کی واپسی کا انتظار کرنا چاہیئے۔ جب وہ یہاں سے واپس چلے جائیں گے تو ہم بڑے سکون کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھ سکیں گے"

یہ تجویز ویسے بھی بڑی معقول تھی۔ چنانچہ انہوں نے خانقاہ کے اندر ہی رات بسر کرنے کا ارادہ کر لیا۔ گھوڑے تو اُن کے پہلے ہی سے خانقاہ کے خفیہ کمرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں بندھے تھے۔ وہ دونوں باہر آکر چشمے کے کنارے بیٹھ گئے اور اُس طرف دیکھنے لگے جدھر سپاہی گھوڑوں پر سوار ہو کر انہیں دوڑاتے ہوئے گزر گئے تھے۔ دُور سے اُن کے گھوڑوں کی ہلکی ہلکی گرد اڑتی نظر آئی اور پھر غائب ہو گئی۔ عنبر اور ملکہ عمیکا چشمے پر بیٹھے باتیں کرنے لگے کہ کل کسی وقت یہاں سے آگے روانہ ہوں گے۔ عنبر نے ملکہ سے پوچھا کہ اب جبکہ اس کا لشکر جنگ ہار کر تباہ ہو چکا ہے وہ اپنے قبیلے میں جا کر کیا کرے گی؟ ملکہ نے کہا۔

"میں اب بھی اپنی قوم کی ملکہ ہوں۔ اگر ایک لشکر تباہ ہوا ہے تو کیا ہوا؟ ساری قوم کا لشکر میرا انتظار کر رہا ہوگا۔ میرے لوگ مجھ سے بے حد پیار کرتے ہیں۔ وہ ایک بار پھر میری تلوار کے سائے میں جمع ہو جائیں گے۔ میں ایک پہلے سے بھی بڑا لشکر تیار کروں گی اور مونجو داڑو کو ضرور فتح کر کے رہوں گی۔"

عنبر نے کہا

"جہاں تک میرا خیال ہے ملکہ عمیکا! تمہیں اب جنگ و جدل سے منہ موڑ لینا چاہیئے۔ اس لئے کہ تم نے خود دیکھ لیا ہے کہ جنگ کا نتیجہ سوائے تباہی کے اور کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ہوتا۔"
ملکہ نے کہا۔
"میں ایک جنگ جُو ملکہ ہوں۔ میرا کام ہی لڑنا ہے۔ میری قوم بھی ایک بہادر اور جنگ جُو قوم ہے۔ اگر وہ لڑائی نہیں کرے گی تو پھر کیا کرے گی۔ اگر میں نے کسی پر حملہ نہ کیا تو کوئی دوسری طاقت میرے قبیلے پر حملہ کرکے ہمیں نیست و نابود کر دے گی۔ اور میں یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتی۔"
عنبر خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ملکہ عنبکا ایک وحشی اور خونخوار قوم کی ملکہ ہے۔ اُس کے دماغ میں جنگ اور لڑائی کے سوا اور کوئی بات نہیں آسکتی۔ وہ باتیں کر رہے تھے کہ اچانک عنبر نے محسوس کیا جیسے خانقاہ کے اندر کسی بڑے پتھر کے گرنے کی آواز آئی ہے۔ اُس نے چونک کر ملکہ کی طرف دیکھا۔ ملکہ نے بھی یہ آواز سن لی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ کچھ کہنے ہی والے تھے کہ اندر پھر کسی پتھر کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ حیران ہوئے کہ اندر کوئی پتھر پھینک رہا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ کہیں اُن کے گھوڑے نہ بدک گئے ہوں۔ وہ چشمے پر سے اٹھ کر خانقاہ کے اندر آ گئے۔ اندر آکر انہوں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو منظر دیکھا وہ اُسے دیکھ کر دم بخود ہو کر رہ گئے۔

خانقاہ میں جس چبوترے کے پاس زمین میں بڑا سا مرتبان گڑا تھا وہاں ایک سیاہ کپڑوں میں ملبوس ایک آدمی کھڑا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں پتھر تھا۔ اُس کی زرد آنکھوں سے سُرخ چنگاریاں سی پھوٹ رہی تھیں اور اُس کے ماتھے پر ایک سینگ اُبھرا ہوا تھا۔ عنبر سمجھ گیا کہ یہ مرتبان والے مُردے کی روح ہے۔ ملکہ پہلے تو ذرا ڈری مگر پھر بڑے حوصلے سے وہاں کھڑی رہی۔ عنبر کو روحوں سے باتیں کرنے کی عادت تھی اور وہ اُن سے کبھی نہیں ڈرتا تھا۔ اُس نے کہا۔

"کیا آپ اس مرتبان میں آرام کرتے والے بزرگ کی روح ہیں؟"

روح نے ایک قہقہہ لگایا۔ خانقاہ کی چھت لرز اٹھی اور اندر سے انہیں گھوڑوں کے دوڑ کر ہنہنانے کی آوازیں سنائی دیں۔ روح نے کہا۔

"میں اس مرتبان میں سوئے ہوئے جادوگر کی روح ہوں۔ سنو! میں نے اس خانقاہ میں پچاس برس تک ریاضت کی ہے۔ چلّے کاٹے ہیں۔ میں بڑے سکون سے سو رہا تھا کہ تم لوگوں نے مجھے پریشان کر دیا۔ تمہیں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس لئے معاف کرتا ہوں کہ تم دونوں نے مل کر میری
قبر کے مرتبان کو پھر سے جوڑ دیا ہے۔ لیکن میں اُن
سپاہیوں کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ جنہوں نے
میرے مرتبان کو توڑ دیا تھا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مرتبان کا بھوت

مرتبان کا بھوت بے حد غصے کی حالت میں تھا۔
اُسے اپنی پرانی قبر کے ٹوٹ پھوٹ جانے کا اس قدر صدمہ تھا کہ وہ شاہی فوج کے سپاہیوں سے اُس کا پورا پورا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ اُس نے عنبر اور عنبکا کو کہا کہ وہ خانقاہ میں بے فکر ہو کر آرام کریں۔ وہ انہیں کچھ نہیں کہے گا لیکن سپاہیوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ اُن کی واپسی کا انتظار کرے گا۔ اتنا کہہ کر مرتبان کا بھوت، یعنی جادوگر کی روح غائب ہو گئی۔ عنبر اور عنبکا نے خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ عنبر نے کہا۔

"یہ اچھا ہوا کہ شاہی فوج کے سپاہیوں نے مرتبان کے بھوت کو ناراض کر دیا۔ اب اُن کی خیر نہیں ہے۔ جو کام ہم اکیلے نہیں کر سکتے تھے وہ یہ بھوت کر دے گا۔"

عنبکا نے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ مرتبان میں بند روح سپاہیوں کے آنے پر ظاہر ہو جائے گی؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں! مجھے پورا پورا یقین ہے"
عمبکا نے تشویش کے انداز میں کہا۔
"اور اگر روح ظاہر نہ ہوئی اور ہم نے بھی کوئی تدبیر نہ کی اور سپاہی ہمارے سر پر پہنچ گئے تو ہمارا جو حشر ہوگا وہ ساری دنیا دیکھے گی"
عنبر نے جواب دیا۔
"مجھے ان بھوتوں اور روحوں کا تجربہ ہے۔ یہ قوم ایک بار وعدہ کر دے تو اسے ضرور پورا کرتی ہے۔ اور پھر مرتبان کی روح تو انتقامی کارروائی کر رہی ہے۔ وہ اپنے وقت پر ضرور نمودار ہوگی۔ تم دیکھ لینا"
عمبکا نے کہا۔
"بہرحال ہمیں اسی خانقاہ میں بیٹھ کر تعاقب کرنے والے دشمنوں کا انتظار کرنا ہے۔ کیونکہ اگر ہم یہاں سے چل پڑے تو راستے میں ان سے ضرور مڈبھیڑ ہو جائے گی اور ہم اکیلے اتنے زیادہ سپاہیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے"
وہ خانقاہ کے خفیہ کمرے میں جاکر گھوڑوں کے پاس بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ عمبکا کو مرتبان کے بھوت پر بھروسہ نہیں تھا۔ اس کا خیال تھا کہ روحیں یونہی کسی وقت جلال میں آجاتی ہیں اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھول جایا کرتی ہیں۔ لیکن عنبر کو اچھی طرح معلوم تھا کہ مرتبان کا ثبوت ضرور ظاہر ہوگا۔ اور اگر سپاہی واپسی پر اس خانقاہ میں ٹھہرے تو ان کا بہت بُرا حشر ہوگا۔ ایک اعتبار سے وہ خوش تھا کیونکہ وہ دیوی بلیطیس کی رُوح کو بار بار تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔

دن گزر گیا۔ شام کے سائے گہرے ہونے لگے اور پھر تبت کے اس پُراسرار اور ویران علاقے میں رات آ گئی۔ ہر طرف خاموشی کی حکمرانی ہو گئی۔ آسمان پر ستارے چمکنے لگے۔ کسی طرف سے کوئی بھی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ عنبر کمرے کا دروازہ بند کرنا بھول گیا تھا۔ خدا جانے ایک گھوڑے کو کیا ہوا کہ وہ بدک کر زور سے ہنہنایا اور رسہ تڑا کر باہر کو بھاگ گیا۔ عنبر اُس کے پیچھے بھاگا۔ تھوڑی دیر بعد عمبکا بھی باہر نکل آئی۔ وہ خانقاہ سے باہر آ کر کھڑی ہو گئی اور رات کے اندھیرے میں، ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں عنبر کو گھوڑے کے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھنے لگی۔

گھوڑا ایک گول دائرے کی شکل میں بھاگ رہا تھا۔ عنبر کبھی تو گھوڑے کے پیچھے پیچھے دوڑتا اور کبھی ایک جگہ کھڑے ہو کر اس کوشش میں ہوتا کہ جھپٹ کر گھوڑے کی گردن پر سوار ہو جائے۔ مگر گھوڑا جو کہ شائد ڈر گیا تھا مسلسل دائرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی صورت میں گھوم رہا تھا۔ ایک بار عنبر جھپٹا تو وہ گھوڑے کی گردن پر سوار ہو گیا۔ گھوڑے نے زور سے جھٹکا مارا اور وہ لڑھک کر دور جا گرا۔ اب ملکہ عنبکا کے اندر وحشی قوم کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ وہ اپنی جگہ سے دوڑ کر گھوڑے کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ گھوڑا دیوانہ وار بھاگ رہا تھا اور مسلسل چکر لگا رہا تھا۔ ایک بار جب وہ گھوڑے کے سامنے سے گزری تو اُچھل کر اس کے اوپر سوار ہو گئی اور دونوں ہاتھوں سے اُس کی گردن کے لمبے بال ہاتھوں میں جکڑ لیے۔

گھوڑا بہت اُچھلا کودا۔ اس نے بہت زور مارا بیشمار دفعہ ملکہ کو جھٹکنے کی کوشش کی مگر وہ ناکام رہا۔ ملکہ عنبکا نے گھوڑے کو قابو تو کر لیا مگر خود بے قابو ہو گئی۔ یعنی اُس کے ہاتھ سے گھوڑے کی باگیں ڈھیلی پڑ گئیں اور گھوڑے نے ایک طرف سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ عنبر اس صورتحال سے گھبرا گیا۔ وہ خانقاہ کی طرف بھاگا۔ وہاں سے اپنا گھوڑا لیا اور اُس پر سوار ہو کر اُسے دوڑاتا ہوا ملکہ کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ ملکہ خانقاہ سے کافی آگے نکل گئی تھی۔ عنبر بھی اُس کے پیچھے گھوڑا دوڑاتا چلا گیا۔

کوئی ایک گھنٹے کے تعاقب کے بعد اُس نے ملکہ کے گھوڑے کو گھیرے میں لے لیا اور اُس کی باگیں پکڑ کر اُسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے قابو میں کر لیا۔ اب ملکہ عمبکا بھی ہوش میں آ چکی تھی۔ اُس نے گھوڑے پر پوری طرح قابو پا لیا اور دونوں واپس چل پڑے۔ ابھی وہ چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ اچانک انہیں اپنے پیچھے گھوڑوں کے سموں کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے چونک کر اپنے پیچھے دیکھا۔

"دشمن کے سپاہی آن پہنچے ہیں"

"ہمیں فوراً خانقاہ میں پناہ لینی چاہیئے۔"

ابھی وہ گھوڑوں کو واپس موڑ کر چلے ہی تھے کہ دشمن کے برق رفتار شاہی گھوڑوں نے اُنہیں آ لیا۔ وہ اُن کے سر پر پہنچ گئے۔ اب وہ بھاگ نہیں سکتے تھے۔ عنبر نے سوچا کہ اگر انہوں نے بھاگنے کی کوشش کی تو وہ لوگ ضرور عمبکا کو تیر مار کر ہلاک کر دیں گے۔ اور اگر وہ رُک گئے اور سپاہیوں کے آگے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا تو ہو سکتا ہے کہ عمبکا کی جان بچ جائے۔ اس کے علاوہ اُسے پوری امید تھی کہ سپاہی انہیں گرفتار کرنے کے بعد خانقاہ میں قیام کریں گے اور مرنبان کا بھوت یعنی جادوگر کی روح اُن سپاہیوں سے اپنا انتقام ضرور لے گی۔ اس خیال کے تحت عنبر نے عمبکا سے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ملکہ! اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دینا ہے۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

مگر دشمن ان کے گرد گھیرا ڈال چکا تھا۔ اب تو انہیں ہر حالت میں ہتھیار پھینکنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ سردار نے عمبکا اور عنبر کو پہچان لیا تھا۔ اس نے کہا۔

"اگر زندگی چاہتے ہو تو دونوں ہتھیار پھینک کر اپنا آپ ہمارے حوالے کر دو۔"

عنبر نے ہتھیار پھینک دیئے۔ ملکہ عمبکا نے تلوار اٹھانے کی کوشش کی تو عنبر نے اس کے ہاتھ سے تلوار چھین کر ریت پر پھینک دی۔ کیونکہ ٹھیک اس وقت جب ملکہ نے تلوار اٹھائی تھی عنبر نے ایک سپاہی کو کمان میں تیر جوڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ تیر نے ایک پل کے اندر اندر کمان سے نکل کر ملکہ کو ہلاک کر دینا تھا۔ ملکہ نے جھنجلا کر کہا۔

"تم میرے قبیلے کی سرزمین پر ہو۔ اگر میری قوم کو معلوم ہو گیا کہ تم لوگ مجھے گرفتار کر کے لے جا رہے ہو تو وہ تمہارے ٹکڑے اڑا دے گی۔"

سالار نے ہنس کر کہا۔

"ہم جانتے ہیں عمبکا کہ تمہارے قبیلے کی سرحد کہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے شروع ہوتی ہے۔ ہم وہاں تک تمہاری تلاش میں گئے تھے۔ ہاں اگر ہم وہاں ہوتے تو ضروری تمہاری قوم کے سپاہیوں سے مقابلہ کرنا پڑتا۔ مگر اس وقت تم اپنے ملک کی سرحدوں سے آدھے دن کی مسافت پر ہو۔ یہاں تمہیں ہماری قید سے کوئی نہیں بچا سکتا۔"

عنبر نے کہا۔

"ٹھیک ہے سردار! ہم گرفتاری کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔"

"ہرگز نہیں" ملکہ عمبکا نے چیخ کر کہا

"دشمن قوم کے کتے مجھے ہرگز گرفتار نہیں کر سکتے۔ میں ان کا مقابلہ کروں گی۔"

عنبر گھبرا گیا کہ اگر عمبکا نے مقابلہ شروع کرنے کی کوشش کی تو سردار ضرور اس کا سر قلم کر دے گا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ مونجو داڑو کے بادشاہ نے اُسے اس بات کی اجازت دے رکھی تھی کہ وہ عمبکا کا سر کاٹ کر دربار میں لائے۔ اُس نے عمبکا کا ہاتھ دبا کر سرگوشی میں کہا۔

"ملکہ! خدا کے لیے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کر دو اور مقابلہ نہ کرو۔"

اس دوران میں سپاہی گھوڑوں سے کود کر ملکہ عمبکا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور عنبر کو اپنے قابو میں کر چکے تھے۔ انہوں نے دونوں کے ہاتھ رسیوں سے پشت پر باندھ دیئے اور انہیں لے کر خانقاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ خانقاہ کے پاس آ کر سردار نے کہا۔

"ہم تھوڑی دیر اس خانقاہ میں قیام کر کے تازہ دم ہوں گے۔"

عنبر کا دل باغ باغ ہو گیا۔ وہ یہی چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح دشمن کے سپاہی اس خانقاہ میں پل بھر کے لیے قیام کریں۔ کیونکہ اندر مرتبان کا خوفناک بھوت اور جادوگر کی خونخوار روح اُن کا انتظار کر رہی تھی۔ سپاہیوں نے اپنے گھوڑے خانقاہ کے باہر باندھے اور خود اندر آ کر چبوترے اور زمین پر اِدھر اُدھر لیٹ گئے۔ عنبر اور ملکہ کو دیوار کے پاس ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ سردار نے دیکھا کہ خانقاہ کے عقب میں بھی ایک کمرہ تھا جس کے اندر ایک بستر لگا تھا۔ اور گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ وہ شیطان کی طرح مسکرایا اور بولا۔

"تو تم دونوں نے اس خانقاہ میں ڈیرا ڈال رکھا تھا۔ خیر کوئی بات نہیں اب یہی جگہ تم دونوں کی قبر بنے گی۔ یہاں سے میں تم دونوں کے سر لے کر چلوں گا۔ تمہاری لاشیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے ساتھ لے جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارے بادشاہ کو تمہارے سر چاہئیں۔ تمہارے دھڑ نہیں ــــ تم چاہو تو پتھر کے ستون کے ساتھ لگے لگے تھوڑی دیر آرام کر سکتے ہو۔"

باقی سپاہی قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ سردار نے کہا۔

"اٹالی مس! ان دونوں بکروں کے سر کاٹنے کے لیے اپنا خنجر خوب تیز کر لو۔ بس سارا کام ایک ہی جھٹکے میں ہو جانا چاہیئے نہ تمہارے خنجر کو زیادہ محنت اٹھانی چاہیئے نہ ان کو زیادہ تکلیف ہونی چاہیئے۔"

سپاہی نے کھڑے ہو کر خنجر نکال کر کہا۔

"ایسا ہی ہوگا حضور"

اور پھر اُس نے سب کے سامنے خنجر کو ایک پتھر پر تیز کرنا شروع کر دیا۔ وہ خوب زور لگا کر پتھر پر خنجر کو رگڑ بھی رہا تھا اور دانت نکال کر ہنس بھی رہا تھا۔ وہ کھا جانے والی نظروں سے عنبر اور عمبکا کو دیکھ رہا تھا۔ عمبکا کو اب اپنی موت یقینی دکھائی دے رہی تھی۔ اُس نے عنبر کی طرف دیکھا اور سرگوشی میں پوچھا۔

"مرتبان کی روح کہاں ہے؟"

عنبر نے زمین میں گڑے ہوئے مرتبان کی طرف دیکھا۔ وہ اُس سے پہلے بھی ٹکٹکی باندھ کر مرتبان کو دیکھتا رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ مرتبان کی روح کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر جلاد کے خنجر سے لے کر آگے بڑھنے تک مرتبان کا بھوت ظاہر نہ ہوا تو وہ دیوی بیبطیس کی روح کو آواز دے کر مدد طلب کرے گا۔ عنبکا کی طرف دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہن قوم کی بہادر ملکہ! کیا تم موت سے ڈر گئی ہو؟"

ملکہ نے گردن اکڑا کر کہا۔

"ہن قوم کی بہادر ملکہ موت سے کبھی نہیں گھبرا سکتی۔ ہمارے لیے کہ زندگی اور موت ایک ہی کھیل کے دو نام ہیں۔ ہمارے لئے زندہ رہنا اور مرنا ایک برابر ہے میں موت سے نہیں ڈر رہی۔ میں تو تمہاری روح کے بارے میں پوچھ رہی ہوں کہ اس نے وعدہ کس لئے کیا تھا؟"

عنبر نے کہا

"وہ ضرور آئے گی۔ وہ اپنے وقت پر آئے گی۔ وہ ایک پل کے لئے نہیں ٹل سکتی۔"

لیکن مرتبان کا بھوت ظاہر نہیں ہو رہا تھا اور سردار کے حکم سے سپاہی ملکہ کی گردن کاٹنے کے لئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ ملکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھ رہا تھا۔ ملکہ کے چہرے پر تھوڑی دیر کے لیے ایک غمناک خیال سا آیا۔ اُسے اپنی کم سن بچی یاد آ گئی جو اپنے وطن میں بیٹھی اپنی ماں کا انتظار کر رہی تھی۔ اُس نے اپنی بچی کو یاد کر کے عنبر کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو۔

"تمہارا شکریہ عنبر! تم نے اپنی زندگی میرے ساتھ محض اس لئے خطرے میں ڈالی تھی کہ مجھے میری بچی مل جائے گی۔ مگر میری تقدیر میں ایسا نہیں لکھا تھا۔ اچھا۔ دیوتاؤں کے حوالے۔ پھر کسی دوسرے جنم میں ملیں گے۔"

اب عنبر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ وقت بڑا نازک تھا اور دیوی بلیطیس کی رُوح کو مدد کے لئے بلانا ضروری ہو گیا تھا۔ اُدھر جلاّد نما وحشی سپاہی خنجر تانے ملکہ کے قریب پہنچ کر رُک گیا اور بولا۔

"ملکہ! یہ بتاؤ کہ تمہاری آخری خواہش کیا ہے؟"

ملکہ نے اُس کی طرف قہر بھری نظروں سے دیکھ کر کہا۔

"میری آخری خواہش یہ ہے کہ مجھے ایک گھٹیا سپاہی ہلاک نہ کرے بلکہ خود سردار ہلاک کرے۔"

سردار نے وہیں سے چیخ کر کہا۔

"دیوتاؤں کی قسم! تمہاری یہ خواہش ضرور پوری ہو گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپاہی نے نفرت سے خنجر زمین پر پھینک دیا۔ سردار نے اپنے نیلام میں سے تلوار نکال کر پکڑ لی اور ملکہ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔

"کیا اب تم خوش ہو عمبکا کہ تمہاری گردن ایک سردار اپنی تلوار سے قلم کرے گا؟"

"اگر اس وقت میں آزاد ہوتی تو اپنی تلوار سے تمہاری گردن قلم کر دیتی لیکن میں شکست کھا چکی ہوں اور تم لوگوں نے مکاری سے کام لے کر مجھے قید کر لیا ہے۔ میں مجبور ہو گئی ہوں۔ اس لیے کچھ نہیں کر سکتی۔ لیکن میں موت سے ڈروں گی بھی نہیں۔"

"کیا تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھ دی جائے؟"

"بکواس بند کرو۔ میں ملکہ ہوں۔ کوئی معمولی کنیز نہیں ہوں۔ میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کا مقابلہ کروں گی۔ تم دیکھو گے کہ موت مجھ سے ڈر کر سہم جائے گی۔ تم مرنے کے بعد بھی میرے چہرے پر سکون اور بہادری کی شان دیکھو گے۔"

سردار نے شیطانی قہقہہ لگایا۔

"تم ایک بہادر ملکہ ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ مگر میں بھی ایک بہادر سپہ سالار ہوں۔ میں نے آج تک ہزاروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عورتوں کو قتل کیا ہے۔ مگر دیوتا گواہ ہیں کہ تمہیں قتل کرتے ہوئے مجھے خوشی ہو رہی ہے۔

عنبر نے دیوی بلیطلیس کو بلانے کے لئے آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ خانقاہ میں ایک دھماکہ سا ہوا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور وہ لرز اٹھا۔ ساری زمین لرز اٹھی تھی۔ اُس نے دیکھا کہ مرتبان کا بھوت ظاہر ہو چکا تھا۔ وہ ایک بہت بڑے جن کے روپ میں ظاہر ہوا تھا۔ وہ اتنا بڑا تھا کہ اُس کا سر چھت سے ٹکرا رہا تھا۔ دونوں ہاتھ اتنے لمبے تھے کہ اُس کے گھٹنوں کو چھو رہے تھے۔ اُس کے دونوں ہاتھوں میں لمبی لمبی تلواریں تھیں اور ہاتھی ایسے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔

کئی سپاہی تو اُسے دیکھ کر ڈر گئے۔ بھوت خانقاہ کے دروازے میں کھڑا تھا۔ اس لئے باہر جانے کا راستہ بند ہو گیا تھا۔ سردار نے اپنی تلوار زور سے لہرا کر بھوت کے سر پر دے ماری۔ بھوت نے قہقہہ لگا کر اُس کی تلوار کو یوں ہاتھ میں پکڑ لیا جیسے وہ ماچس کی تیلی ہو۔ اب اُس کی باری تھی۔ اُس نے تلوار کا پہلا وار پوری طاقت کے ساتھ کیا اور سردار کی گردن قلم ہو کر فرش پر گر پڑی۔ اس کے بعد بھوت نے دو سپاہیوں کی گردنیں قلم کر دیں۔ باقی سپاہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چوہوں کی طرح ادھر اُدھر بھاگنے لگے۔ بھوت نے ایک ایک کرکے اُن سب کو اپنی گرفت میں لے لیا اور انہیں دبوچ کر باری باری ہلاک کرکے لاشیں فرش پر تڑپنے کے لیے چھوڑ دیں۔ اس کے بعد اُس نے عنبر اور عمبکا کی رسیاں کاٹ ڈالیں اور کہا۔

"تم دونوں کو اس لئے آزاد کرتا ہوں کہ تم نے میری قبر کی مرمت کی تھی تم نے مجھے کوئی تکلیف نہیں دی۔ اب تم آزاد ہو اور جب چاہو یہاں سے جا سکتے ہو۔"

عنبر نے اور عمبکا نے بھوت کا شکریہ ادا کیا۔ بھوت نے کہا۔

"میں نے اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کر لیا ہے۔ تمہارے شکریے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں جا رہا ہوں۔"

اور بھوت قہقہہ لگا کر دوبارہ مرتبان کے اندر چلا گیا۔

ملکہ نے عنبر کی طرف حیرانی سے دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو کہ اگر یہ جادوگر کی روح اُن کی مدد نہ کرتی تو وہ زندہ نہیں بچ سکتے تھے۔ عنبر نے ملکہ کو یہ بتانے کی ضرورت محسوس نہ کی کہ وہ مر نہیں سکتا تھا اور اُسے بھی بچانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ ملکہ اُس کی بات کا یقین نہ کرے گی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرا خیال ہے اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیئے"
اور پھر وہ دونوں خانقاہ سے نکل کر باہر آ گئے۔ وہ
اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور پچھلی رات کے ستاروں
کی روشنی میں اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چنگیز خاں کے قبیلے میں

دوپہر تک سفر کرنے کے بعد عنبر اور ملکہ ہُن قبائل کی سرزمین میں پہنچ گئے۔

دُور سے اپنے قبیلے کے خیمے دیکھ کر ملکہ عمبکا کے چہرے پر ایک مسرّت کی چمک آ گئی۔ وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کی تعریفیں کرنے لگی۔ اُس نے عنبر کو بتایا کہ ہُن قبیلے کے لوگ ایک اور دلیر قوم کے لوگ ہیں۔ وہ میدانِ جنگ میں پیدا ہوتے ہیں اور میدانِ جنگ میں ہی مرتے ہیں۔ فتح اور شکست اُن کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ وہ اگر زندہ ہیں تو شکست کھا کر بھی فاتح ہیں۔ وہ پھر حملہ کر کے اپنی شکست کا بدلہ لے لیں گے۔ عنبر ملکہ عمبکا کی باتیں سنتا رہا۔ خیمے قریب آ رہے تھے۔ آخر ان دونوں کو لوگوں نے دیکھ لیا۔ وہ قریب آ گئے۔ انہوں نے اپنی ملکہ کو پہچان لیا تھا۔ وہ اُس کے سامنے تعظیم میں جھک گئے اور انہوں نے نعرے لگا کر اپنی ملکہ کا استقبال کیا۔ آن کی آن میں سارے علاقے میں یہ خبر پھیل گئی کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُن کی ملکہ زندہ سلامت واپس آ گئی ہے۔ خیموں میں سے لوگ نکل نکل کر ملکہ کے گرد جمع ہو گئے۔ دُور دُور سے ہُن وحشی گھوڑوں پر سوار، گھوڑے دوڑاتے آنا شروع ہو گئے۔ ایک بہت بڑا جلوس اکٹھا ہو گیا جو "ملکہ زندہ باد" کے نعرے لگاتا ملکہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گیا۔ انہوں نے اپنی ملکہ کو ایک پالکی میں بٹھا لیا اور اُسے کندھوں پر اٹھائے چل پڑے۔ شام ہونے سے پہلے پہلے یہ جلوس ہُن قوم کی سلطنت کے بڑے شہر میں پہنچ گیا۔ یہ خیموں کا شہر تھا۔ درمیان میں ایک بہت عظیم الشان خیمے کا محل تھا۔ یہ محل عمبکا کا تھا۔ عنبر اس محل میں پہلے بھی رہ چکا تھا۔

محل میں رات کو ایک بہت بڑی دعوت ہوئی۔ جس میں ملکہ عمبکا نے اپنے درباریوں کو بتایا کہ اگر عنبر اُسے فرار ہوتے میں مدد نہ دیتا تو اُس کا زندہ بچ کر اپنے لوگوں میں آجانا بہت مشکل تھا۔ درباریوں نے عنبر کی تعریف میں نعرے لگائے۔ ملکہ عمبکا نے اعلان کیا کہ اگر عنبر کو آگے ملک تبت نہ جانا ہوتا تو وہ اُسے اپنے دربار میں وزیرِ خاص کا عہدہ پیش کرتی مگر عنبر ایک خاص مقصد لے کر آگے جا رہا ہے۔ وہ اکیلا بھی جا سکتا تھا لیکن اُس نے میری مدد کرنے کا فیصلہ کیا اور محض اس لئے کہ میری بچی کی جدائی اُس سے برداشت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ ہو سکی۔

ملکہ نے اپنی کم سن بچی کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور اُسے کہا۔

"بیٹی! اپنے محسن کو سلام کرو۔"

ننھی بچی نے ہاتھ اٹھا کر عنبر کو سلام کیا۔ عنبر نے بچی کا ماتھا چوم لیا اور کہا۔

"ربِ عظیم تمہیں ایک بہادر اور نیک زندگی عطا کرے۔"

عنبر نے ایک ہفتہ ہُن قوم کی ملکہ کے دربار میں بسر کیا۔ اُس کی بہت زیادہ آؤ بھگت کی گئی۔ ہر روز اُس کی دعوت ہوتی جس میں قسم قسم کے کھانے اُس کے آگے رکھے جاتے۔ جس روز صبح کو عنبر جا رہا تھا اُس کی شام کو ملکہ نے اُسے بُلا کر کہا۔

"عنبر! تم تبت جا رہے ہو۔ تبت ایک پُراسرار ملک ہے۔ ایک پُراسرار شہر ہے۔ میں اپنی قوم کے دماغ سے شکست کا داغ دھونا چاہتی ہوں اور تبت پر چڑھائی کا ارادہ رکھتی ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"ملکہ! کیا اس سلسلے میں تم نے سارے پہلوؤں پر غور کر لیا ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں عنبر! میں خوب غور کرنے کے بعد تم سے بات کر رہی ہوں۔ تبت مجھ سے دور بھی نہیں اور میرے لیے نیا بھی نہیں میں نے سنا ہے کہ وہاں ایک کمزور راجہ کی حکومت ہے جس کے ہاتھوں اُس کی رعایا خوش نہیں ہے۔"

"لیکن ملکہ! اگر تم بُرا نہ مانو تو میں کہوں گا کہ تمہارے حملے کے بعد بھی تبت کی رعایا کوئی خوش نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ تمہارے سپاہی راجہ سے زیادہ وحشی اور خونخوار ہیں۔ یقیناً تمہارے سپاہی وہاں حملے کے بعد عورتوں اور بچوں کو ہلاک کریں گے۔ اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

یہ بات اگر کوئی اور کرتا تو ملکہ اُسی وقت اُس کی گردن اتار دیتی۔ لیکن عنبر کو وہ کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ اس لئے کہ عنبر کے اُس پر بڑے احسان تھے۔ اُس نے دو بار اُس کی زندگی بچائی تھی۔ اُس نے ہنس کر کہا۔

"تم ہماری قوم سے اس سے زیادہ اور کیا توقع رکھ سکتے ہو؟"

ہماری قوم ایک وحشی قوم ہے۔ ایک جنگجو قوم ہے۔ یہ اگر سال میں ایک بار جنگ نہ کرے تو آپس میں لڑنا مارنا شروع کر دیتی ہے۔ مونجو داڑو کے حملے میں ہمارا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بے حد نقصان ہوا ہے۔ ہم ابھی ایک برس تک وہاں دوبارہ حملے کے بارے میں نہیں سوچ سکتے۔ مگر ہمیں کسی نہ کسی ملک سے لڑنا ضرور ہے۔ چنانچہ تبت ہی اس کے لیے موزوں ملک ہے۔ ہم وہاں گرمیوں میں حملہ کرنا چاہتے ہیں۔"

"ملکہ عنبکا! اگر تم نے حملے کا فیصلہ ہی کر لیا ہے تو میں تمہیں کیسے روک سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ تم حملہ کر دو۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

"اس کے بعد فتح ہمارے قدم چومے گی اور میری قوم کی تاریخ پر سے شکست کا داغ دھل جائے گا۔"

"میری دعا ہے کہ تمہیں فتح نصیب ہو اور تمہارے سپاہی وہاں بچوں عورتوں، بوڑھوں اور بے گناہ امن پسند لوگوں کا قتل عام نہ کریں۔"

"اس کا میں ذمہ لیتی ہوں کہ تبت میں میری فوج ظلم و ستم کا بازار گرم نہیں کرے گی۔ وہاں میرے کسی سپاہی کی تلوار کسی عورت، بچے، بوڑھے اور بے گناہ شہری پر نہیں اٹھے گی۔"

"اس کا فائدہ تمہیں ہی ہوگا۔ اس طرح تم وہاں کے لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کر سکو گی اور وہاں کامیابی سے حکومت کر سکو گی۔ وگرنہ لوگ تمہاری فوج سے بھی اُسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرح نفرت کریں گے جس طرح وہ آج کل بقول تمہارے اپنے راجہ سے کرتے ہیں۔"

ملکہ عمبکا نے کہا۔

"میں وعدہ کرتی ہوں عنبر کہ تبت کی رعایا کو میں اپنی رعایا سمجھوں گی میں اُن کے ساتھ ہمدردی اور نیکی کا سلوک کروں گی۔ میں صرف وہاں کی فوج کا مقابلہ کروں گی۔ فوج کے علاوہ اور کسی پر حملہ نہ کرنے دوں گی۔"

"پھر تم مجھ سے مشورہ کیا طلب کر رہی ہو۔ بس ٹھیک ہے۔ تم نے ارادہ کر ہی لیا ہے تو ابھی سے تیاریاں شروع کر دو۔"

عمبکا نے کہا

"لیکن میں تم سے ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں۔ میں تم سے ایک مدد چاہتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ تم مجھے ناامید نہیں کرو گے۔"

عنبر نے پوچھا۔

"کس قسم کی مدد؟"

"میں چاہتی ہوں کہ تم تبت جا کر میرے لئے یہ معلوم کرو کہ وہاں فوجوں کی تعداد کتنی ہے؟ اُن کے پاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑائی کا سامان کس قسم کا ہے؟ اور وہاں کے راجہ نے فوجوں کو کہاں کہاں چھپا کر رکھا ہوا ہے؟"

عنبر سوچ میں پڑ گیا۔ اس سے پہلے وہ عمبکا کے ملک میں موہنجو داڑو کی جاسوسی کرنے آیا تھا اور اب عمبکا اُسے تبت والوں کی جاسوسی کرنے کی دعوت دے رہی تھی۔ نہ جانے کیوں اُسے تبت کے لوگوں سے بڑی ہمدردی تھی۔ وہ تبت کی تباہی نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ تبت کے لوگ امن پسند لوگ ہیں اور عمبکا یہ بات غلط کہہ رہی ہے کہ وہاں کا راجہ اپنی رعایا پر ظلم کر رہا ہے۔ شاید وہ تبت پر حملے کا کوئی بہانہ تلاش کر رہی تھی۔

عنبر نے کہا۔

"عمبکا! میں تمہارے لئے اس پہاڑ کی سب سے بلند چوٹی پر سے چھلانگ لگا سکتا ہوں مگر تمہارے لیے تبت والوں کی جاسوسی نہیں کر سکتا۔"

"کیوں؟ کیا تم ڈرتے ہو؟"

"نہیں عمبکا! یہ ڈرنے کی بات نہیں ہے۔ جانے کیوں ایسا کرنے کے لیے میرا ضمیر تیار نہیں ہوتا۔ اور میں اپنے ضمیر کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا تمہاری وہاں کے راجہ سے کوئی رشتے داری ہے عنبر؟"

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"پھر تم اُس کے ساتھ اتنی ہمدردی کا اظہار کیوں کر رہے ہو؟"

"مجھے راجہ سے نہیں بلکہ وہاں کی رعایا سے ہمدردی ہے۔ میں جنگ سے نفرت کرتا ہوں۔ اور خاص طور پر حملہ کرنے والے سے۔ تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم اپنا لشکر لے کر ایک ایسے ملک پر چڑھائی کر دو۔ جس کے عوام امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور جو تمہارے ملک پر حملہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے"

ملکہ کا مزاج کچھ بگڑنے لگا۔ مگر اُس نے اپنے اوپر قابو رکھتے ہوئے عنبر سے کہا۔

"عنبر! تم میری قوم اور جنگ کے مزاج کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر تم میرے لیے جاسوسی نہیں کر سکتے تو کم از کم ایک بات کا وعدہ ضرور کرو۔"

"وہ کونسی بات ہے؟"

"یہ کہ تم تبت میں جا کر کسی سے ذکر نہ کرو گے کہ ہن قوم کا لشکر اُن کے ملک پر حملہ کرنے آ رہا ہے۔"

عنبر خاموش ہو گیا۔ اصل میں وہ چاہتا تھا کہ جتنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جلدی ہو سکے وہاں جا کر لوگوں کو وہاں کے راجہ کو خبردار کر دے کہ وحشی ہُن ملکہ اُس کے ملک پر حملہ کرنے والی ہے۔ وہ عنبکا سے جھوٹا وعدہ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے کہ اس نے ہمیشہ زندگی میں سچا وعدہ کیا تھا۔ملکہ نے اپنی بات پھر دہرائی۔

"کیا تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو عنبر کہ تم تبت کے راجہ سے اس قسم کی کوئی بات نہیں کرو گے؟"

"میں وعدہ کرتا ہوں"

عنبر نے یہ سوچ کر کہہ دیا کہ وہ تبّت کے راجہ سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا۔ لیکن تبّت کی رعایا سے ضرور کہہ دے گا کہ وہ حملہ کرنے والے دشمن سے خبردار ہو جائے اور مقابلے کی تیاریاں شروع کر دے۔ ملکہ اُس کے جواب سے خوش ہو گئی اور اُس نے کہا

"عنبر! مجھے امید ہے کہ تم اپنا وعدہ پورا کر دیکھاؤ گے

عنبر نے کہا۔

"میں نے آج تک کبھی کسی سے جھوٹا وعدہ نہیں کیا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ جتنی دیر تبّت میں رہا اُس کے راجہ سے تمہارے حملے کے بارے میں زبان سے ایک لفظ نہیں نکالوں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس سے اگلے روز عنبر تبت کی طرف روانہ ہو گیا۔
ہُن قبیلے کی سرزمین سے تبت سات روز کے فاصلے پر تھا۔ وہاں تک پہنچنے کے لیے کئی چٹیل میدانوں، صحراؤں ریت کے ٹیلوں، سنگلاخ پہاڑوں، گھاٹیوں تنگ و تاریک درّوں اور برف پوش پہاڑوں پر سے گزرنا پڑتا تھا۔ عنبر نے گھوڑے کی جگہ ایک یاک خرید کر ساتھ کر لیا۔ یاک وہ جانور ہے جو تبت کے علاقے میں سفر کرنے کے کام آتا ہے۔ یہ تیز دوڑتا ہے اور پانی پیئے بغیر کئی کئی روز تک سفر کر سکتا ہے۔ یہ انتہائی شدید موسم کی سختی بھی برداشت کر لیتا ہے۔
چار روز کے سفر کے بعد عنبر ایک پہاڑی سلسلے میں داخل ہو گیا۔ یہاں پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف جمی ہوئی تھی اور سردی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ عنبر سفید بکرے کی کھال کے لباس میں ملبوس تھا۔ چھٹے روز وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں اُسے برف کے طوفان نے گھیر لیا۔ آسمان پر صبح ہی سے بادل چھا رہے تھے۔ شام کو تیز برفیلی ہواؤں کے جھکڑ چلنا شروع ہو گئے اور برف گرنے لگی۔ عنبر کو ایک جگہ ٹوٹے پھوٹے مکان کی چار دیواری نظر آئی۔ وہ اس کے اندر آ گیا۔ اس مکان کی چھت آدھی ڈھے چکی تھی۔ وہ کونے میں پتھروں کی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ اپنے قریب ہی اس نے یاک کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باندھ دیا۔ باہر تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔ آندھی نے شور مچا رکھا تھا اور برف کے گالے ٹوٹی ہوئی چھت میں سے اندر آ رہے تھے۔

ادھر اُدھر سے کچھ لکڑیاں اکٹھی کر کے عنبر نے پتھروں کو رگڑ کر وہاں آگ روشن کر لی اور رات بھر آگ کے پاس بیٹھا اونگھتا رہا۔ رات کے پچھلے پہر اُسے یوں محسوس ہوا جیسے مکان کے باہر کوئی عورت رو رہی ہے۔ اُس نے کان لگا کر اس عورت کی آواز کو غور سے سُنا۔ یہ آواز ایک عورت کی تھی جو بڑے ہی درد بھرے لہجے میں بین کر رہی تھی۔ عنبر بڑا حیران ہوا کہ آدھی رات، کو اس ویرانے میں کون عورت وہاں آ کر رو سکتی ہے۔ جبکہ ارد گرد میلوں تک کسی آبادی کا نام و نشان تک نہیں۔ رونے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ عنبر نے یک کو دیکھا۔ وہ اپنی جگہ پر بندھا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ عنبر فوراً سمجھ گیا کہ یہ کوئی بھٹکی ہوئی روح ہے جو اُسے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

وہ اٹھ کر مکان کی چار دیواری سے باہر آ گیا۔ برف گرنا بند ہو گئی تھی۔ تیز ہواؤں کا زور بھی ٹوٹ چکا تھا۔ جونہی وہ باہر آیا۔ ایک بھیانک چیخ فضا میں گونج اٹھی اُس کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو یقیناً گر کر بیہوش ہو جاتا۔ کیونکہ یہ چیخ انتہائی خوف ناک تھی۔ مگر عنبر روحوں اور بھٹکی ہوئی روحوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا عادی تھا۔ بلکہ اب وہ خود ایک بھٹکی ہوئی روح بن چکا تھا جو دو ہزار برس سے زمین پر بھٹک رہی تھی۔ اس نے چیخ کی آواز سن کر بلند آواز میں کہا۔

"اے بھٹکی ہوئی روح! میرے سامنے آ۔"

ایک شعلہ بلند ہوا اور آتشیں گولے کی شکل میں عنبر کے اوپر آ کر گرا۔ مگر عنبر کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ وہ اسی طرح اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ پھر آسمان سے ایک بھاری پتھر آیا اور عنبر کے سر پر آتے ہی پاش پاش ہو کر دور جا گرا۔ عنبر نے کہا۔

"اے بھٹکی ہوئی روح! تو اگر ساری زندگی بھی اپنے جادو کرتی رہے گی تو مجھ پر قابو نہ پا سکے گی۔ اس لئے فوراً میرے سامنے آ کر معافی مانگ۔"

اس کا اتنا کہنا تھا کہ روح ایک حسین عورت کے روپ میں اس کے سامنے آ گئی۔ اس عورت کی شکل تبت کی عورت ایسی تھی۔ اس نے ظاہر ہوتے ہی عنبر کو جھک کر سلام کیا اور بولی۔

"مجھے معاف کر دینا عنبر! مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ تم ہو۔ تم پر دیوتاؤں کا سایہ ہے۔ بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتی ہوں؟"

عنبر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم کون ہو؟ اور یہاں کیا کر رہی ہو؟ تم زمین کی
فضا میں کب سے بھٹکتی پھر رہی ہو؟"

بھٹکتی روح نے کہا۔

"اے دیوتاؤں کے پسندیدہ نرجان! میرا نام رتناگری ہے
اور میں کبھی تبت کے راجہ کی چہیتی بیوی تھی۔ میں اپنے
خاوند کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہی تھی کہ راجہ
نے ایک دوسری عورت سے شادی کر لی اور وہ مجھے بھول
گیا۔ میں نے اُس عورت کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ راجہ
کو پتہ چل گیا کہ میں نے اس کی چہیتی بیوی کو زہر دیا ہے
راجہ نے مجھے ہاتھی کے پاؤں تلے دب کر کچلوا دیا۔ تب سے
لے کر آج تک میں ان میدانوں میں بھٹکتی پھر رہی ہوں
راجہ کو اس لئے کچھ نہیں کہہ سکتی کہ وہ ایک نیک دل
انسان ہے اور اُس نے میرے ساتھ انصاف کیا تھا اور
جیسا کہ تم بھی جانتے ہو بدروح اور بھوت کسی بھی نیک
انسان کو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ مگر میں راجہ کی موت کے بعد
اُس عورت کی اولاد سے ضرور بدلہ لوں گی۔"

عنبر نے کہا

"جس کو رب عظیم نے خود اپنی حفاظت میں کر رکھا
تم اُس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں۔ تمہارے لئے یہی بہتر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے کہ رب عظیم کے آگے گڑگڑا کر اپنی بخشش کی التجا کرو کہ وہ تمہیں معاف کر دے اور تجھے اس عذاب سے نجات دلائے۔"

بدروح نے شیطانی قہقہہ لگایا۔

"میں اُس عورت کی اولاد سے انتقام لوں گی۔ انتقام لوں گی"

عنبر نے کہا۔

"ابھی تو تم خود قدرت کے انتقامی پنجے میں جکڑی ہوئی ہو۔ اب یہاں سے دُور ہو جاؤ۔ میں چاہتا تھا کہ تمہارے لئے دُعا کروں مگر معلوم ہوا کہ تمہارے لئے دیوتاؤں نے توبہ کے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ یہاں سے چلی جاؤ۔"

بدروح نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ عنبر کے آگے جھکی اور قہقہے لگاتی وہاں سے غائب ہوگئی۔ عنبر کو راجہ کے نیک دل ہونے کی ایک اور گواہی مل گئی تھی۔ اگر واقعی تبّت کا راجہ نیک اور امن پسند تھا تو پھر ملکہ عمبکا کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اُس کے پُرامن ملک پر چڑھائی کرے۔ وہ یقیناً اُس کا مقابلہ کرے گا اور تبت کے راجہ اور وہاں کے عوام کو ملکہ عمبکا کے وحشیانہ ظلم سے بچائے گا۔ اتنی دیر میں صبح ہو گئی۔ سورج بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ زمین پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

برف ہی برف پھیلی ہوئی تھی۔ عنبر تھوڑا بہت کھا پی
کر یاک پر سوار ہوا اور آگے روانہ ہو گیا۔
تبت کی سرحد وہاں سے آدھ گھنٹے کے سفر پر تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رقاصہ کہاں گئی ؟

تھائیس دیوداسی نے رقاصہ کو پچھلی کوٹھڑی میں چھپا کر رکھا ہوا تھا۔

وہ ہر روز دو وقت اُسے کھانے پینے کو دیتی اور اُسے تاکید کرتی کہ وہ کوٹھڑی سے باہر نکلنے کی ہرگز ہرگز کوشش نہ کرے۔ کیونکہ بڑا پجاری زنباکر اور چھوٹا پجاری اُس کی تلاش میں پاگل کتوں کی طرح لگے ہوتے ہیں۔ رقاصہ بے چاری سارا دن کوٹھڑی کے اندر پڑی رہتی۔ رات کو وہ لکڑ کے بڑے بڑے صندوقوں کے درمیان بکری کی کھال پر لیٹ کر سو جاتی۔ تبت میں سردیوں کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ مگر اندر اُسے سردی زیادہ نہیں لگتی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ باہر نکلنا سخت خطرناک ہے۔ پھر بھی کبھی کبھی وہ اس قید سے اُکتا جاتی اور اُس کا دل چاہتا کہ وہ باہر نکل کر تازہ ہوا کھائے۔ مگر دیوداسی کے خیال سے چپکی ہو کر بیٹھ رہتی وہ سوچتی کہ اگر باہر نکل بھی جائے تو کہاں جائے گی؟ اتنے بڑے ملک میں اُس کا کوئی بھی تو جاننے والا نہیں تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُدھر رتناکر اور پجاری بے حد پریشان تھے۔ رقاصہ کا ابھی تک اُنہیں سراغ نہیں ملا تھا۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ رقاصہ کو زمین کھا گئی یا آسمان نے اوپر اٹھا لیا۔ آخر وہ کہاں گم ہو گئی؟ وہ اُن کا بہت بڑا راز اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ انہیں سب سے زیادہ یہ فکر تھی کہ اگر رقاصہ نے راجہ کے دربار میں جا کر بتا دیا کہ رتناکر اور پجاری عورتوں کو دوسرے ملک لے جا کر بھیڑ بکریوں کی طرح فروخت کر دیتے ہیں تو راجہ اُن کی کھال کھچوا دے گا۔ مگر رقاصہ اس خیال سے ڈرتی تھی کہ اگر اُس نے راجہ کو سب کچھ بتا دیا تو اُس کی اپنی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ رتناکر کے آدمی اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

اسی وجہ سے تھائیس بھی خاموش تھی کہ کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھی جو رقاصہ کو اپنے ساتھ لے کر ملک تبت سے باہر نکل جائے اور باقی زندگی رقاصہ کسی دوسرے ملک میں جا کر اطمینان سے بسر کرے۔ لیکن ایسا اعتماد والا آدمی ملنا بڑا مشکل تھا۔ اس وقت تو تھائیس کی ساری کوشش اس بات پر خرچ ہو رہی تھی کہ رقاصہ کے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ دیوداسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے استھان کی پچھلی کوٹھڑی میں چھپی ہوئی ہے۔
تھائیس جتنی دیر مندر میں جا کر عبادت کرتی وہ اپنے پیچھے کوٹھڑی کے باہر تالہ لگا کر جاتی۔ واپس آ کر سب سے پہلے تالہ کھول کر یہ دیکھتی کہ رقاصہ موجود ہے؟ اُدھر رتناکر نے سارے مندر میں اپنے جاسوس چھوڑ رکھے تھے کہ وہ معلوم کریں کہ رقاصہ کہاں چھپی ہوئی ہے۔ اتنا اُسے یقین تھا کہ رقاصہ تبّت کے اندر ہی ہے۔ وہ باہر نہیں گئی۔ کیونکہ تبت کی سرحدوں پر اُس کے آدمی نگرانی کر رہے تھے۔ رتناکر نے تھائیس کی خدمت کرنے والی کنیزوں کو بھی اپنے اعتماد میں لے لیا تھا۔
اُس نے بڑی کنیز لاجورد کو اپنے راز میں شریک کر لیا تھا اور اُسے سب کچھ بتا کر کہا تھا کہ وہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ رقاصہ کہیں دیوداسی کے استھان میں تو نہیں چھپی ہوئی۔ لاجورد نے کہا تھا۔
"دیوداسی کے استھان میں وہ کیسے جا سکتی ہے؟ دیوداسی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ایک رقاصہ کو اغوا کر کے اپنے ہاں چھپا کر رکھے۔ ایسا تو سوچنا بھی گناہ ہے۔"
رتناکر نے جواب میں کہا تھا۔
"یہ ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے یوں لگتا ہے جیسے دیوداسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے رقاصہ کو فرار کروانے میں بڑی مدد دی ہے"

"اگر ایسا ہے تو پھر ہم اور تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ پھر تو دیوتاؤں کی مرضی ہے کہ وہ یہاں سے بھاگ جائے"

"ایسا نہیں ہے۔ دیوداسی نے دیوتاؤں کی مرضی کے خلاف ایسا کیا ہے اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے"

"دیوداسی ایسا نہیں کر سکتی۔ وہ ایک مقدس دیوی ہے۔ وہ دیوتاؤں کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتی"

"وہ ضرور ایک مقدس دیوی ہے۔ مگر مجھے بھی مورتی مندر کی خدمت کرتے ہوئے سالہا سال گزر گئے ہیں۔ کچھ باتوں کا علم مجھ کو بھی ہے۔ میں تمہیں تاکید کروں گا کہ تم دیوداسی کے استھان پر نگاہ رکھو اور دیکھو کہ رقاصہ وہاں تو نہیں چھپی ہوئی؟ اگر تمہیں ذرا بھی شک پڑے تو فوراً مجھے اطلاع کرو"

کنیز لاجورد زنتاکر کے کہنے کے مطابق استھان میں چوکس رہنے لگی۔ وہ تھایئس کے بالوں میں موتی پروتی اور اسے عبادت کے لیے تیار کرتے ہوئے بھی بڑے غور سے ادھر اُدھر دیکھتی رہتی۔ ایک ہفتے کی نگرانی کے بعد اس نے محسوس کیا کہ ہر روز شام کو مقدس دیوداسی بڑے پُراسرار طریقے سے اپنے کمرے کی پچھلی کوٹھڑی کے اندر جاتی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندر جاکر وہ دروازہ بند کر لیتی ہے۔ کچھ دیر اندر رہنے کے بعد باہر آکر دروازے پر پھر سے تالا ڈال دیتی ہے۔ کنیز نے دیوداسی کی خاص طور پر نگرانی شروع کر دی۔ اس نے دیکھا کہ وہ جھولے میں کچھ ساتھ لے کر بھی اندر جاتی ہے لاجورد نے فوراً رتناکر اور پجاری کو آکر اطلاع کر دی۔ رتناکر نے کہا

"یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ کوٹھڑی کے اندر جاکر دیوداسی کیا کرتی ہے اور دوسرے یہ کہ جھولے میں کیا ہوتا ہے"

لاجورد اب اس ٹوہ میں رہی کہ معلوم کرے جھولے میں کیا ہوتا ہے۔ آخر اس نے پتہ لگا لیا کہ دیوداسی صبح شام کوٹھڑی کے اندر پھل۔ اور پانی لے کر جاتی ہے۔ لاجورد نے رتناکر کو آکر بتایا تو وہ خوشی سے اچھل پڑا۔

"ہونا ہو اندر ضرور کوئی چھپا ہوا ہے۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ دیوداسی نے رقاصہ لڑکی کو ہی چھپا رکھا ہو۔ لاجورد! اس رقاصہ کا وجود ہمارے لیے سخت خطرے کا باعث ہے۔ کسی طرح کوٹھڑی کے اندر جاکر معلوم کرو کہ کیا اندر وہی رقاصہ چھپی ہوئی ہے؟ اگر تم نے آکر مجھے خوش خبری سنائی تو میں تمہارا منہ ہیرے جواہرات سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر دوں گا۔"

لاجورد انعام کے لالچ میں کوٹھڑی کے اندر کا راز معلوم کرنے کے لیے بے تاب ہو گئی۔ ایک روز اُس نے سردرد کا بہانہ بنایا اور دیوداسی کے ساتھ عبادت کرنے مندر نہ گئی۔ تھائیس مندر میں گئی تو لاجورد چپکے سے اپنے کمرے سے باہر نکلی اور دوسری کنیزوں سے نظریں بچاتی اُس کوٹھڑی سے باہر آگئی جس پر تالا پڑا ہوا تھا۔ اُس نے کان لگا کر سننے کی کوشش کی کہ اندر سے کوئی آواز تو نہیں آ رہی۔ مگر اندر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

پھر اُس کے مکار دماغ نے ایک ترکیب سوچی۔

لاجورد نے آہستہ سے کوٹھڑی کے دروازے پر دستک دی اور کہا۔

"رقاصہ! سنو! میں دیوداسی کی خاص کنیز بول رہی ہوں۔ میں تمہارے راز میں برابر کی شریک ہوں۔ مجھے دیوداسی نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ آج رات وہ کھانا لے کر دیر سے آئے گی۔

اندر سے رقاصہ نے جواب دیا۔

"اچھا۔ میں نے سُن لیا ہے۔"

لاجورد خوشی سے دیوانی ہو گئی۔ اُس نے بند کوٹھڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا راز معلوم کر لیا تھا۔ اندر سے رقاصہ نے پوچھا۔
"تمہارا نام کیا ہے؟"
لاجورد نے کہا۔ "اس کی ضرورت نہیں۔ میں جا رہی ہوں۔"
اتنا کہہ کر لاجورد بھاگی بھاگی رتناکر کے پاس پہنچی اور اسے بتا دیا کہ رقاصہ لڑکی دیوداسی کے کمرے کی کوٹھڑی میں چھپی ہوئی ہے۔ رتناکر کو گویا چھپا ہوا خزانہ مل گیا تھا۔ اب دیر کرنا درست نہیں تھا۔ کیونکہ رقاصہ شام کو ضرور دیوداسی کو بتا دیتی کہ ایک کنیز نے آکر اسے اطلاع دی تھی کہ کھانا شام کو دیر سے ملے گا۔ دیوداسی ضرور سمجھ جاتی کہ اس کا راز فاش ہو گیا ہے اور وہ ضرور اسے وہاں سے کسی جگہ اور چھپا دیتی۔
رتناکر نے چھوٹے پجاری کو ساتھ لیا اور چپکتے چپکاتے دیوداسی کے استھان میں پہنچ گئے۔ انہوں نے بے ہوش کرنے والے عرق کی بوتل اپنے ساتھ رکھ لی تھی۔ دیوداسی کے کمرے میں پہنچ کر انہوں نے ہتھوڑے کی مدد سے کوٹھڑی کا تالا توڑ دیا۔ اندر بیٹھی ہوئی رقاصہ سہم گئی۔ مگر رتناکر اور پجاری نے اسے سنبھلنے کی مہلت ہی نہ دی۔ انہوں نے لپک کر رقاصہ کو اپنے مضبوط بازوؤں میں جکڑ لیا۔ اور رتناکر نے دوائی سنگھا کر اسے بے ہوش کر دیا۔
بے ہوش رقاصہ کو اٹھا کر انہوں نے ایک قالین میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لپیٹا اور قالین کو کندھے پر ڈال کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ باہر آکر ترناکر سیدھا اپنی کوٹھڑی کی طرف چلا گیا اُس کی کوٹھڑی کے اندر ایک خفیہ تہہ خانہ تھا۔ ترناکر نے پجاری کے ساتھ مل کر رقاصہ کو تہہ خانے کے اندر فرش پر لٹا کر اُس کے دونوں ہاتھ رسّیوں سے باندھ دیئے اور باہر نکل کر دروازے پر تالا لگا دیا۔ انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اب اُن کی زندگیاں ہر قسم کے خطرے سے محفوظ ہو گئی تھیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر دونوں پجاری سیدھے مندر میں آگئے اور عبادت کرنی شروع کر دی۔

دیوداسی تھائیس نے محسوس کیا تھا کہ ترناکر اور چھوٹا پجاری تھوڑی دیر کے لیے غائب ہو گئے ہیں۔ ایک بار اُس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر نہیں تھے۔ دوسری بار اُس نے دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر موجود تھے اور آنکھیں بند کئے ہاتھ جوڑے مورتی کی عبادت کر رہے تھے۔ تھائیس کا ماتھا ٹھنکا کہ ضرور دال میں کالا کالا ہے۔ اگر ایسی بات نہیں تو یہ دونوں اچانک کہاں غائب ہو گئے تھے اور پھر کچھ دیر غائب رہنے کے بعد کہاں سے واپس آگئے ہیں؟۔

تھائیس کا ذہن پریشان ہو گیا۔

عبادت میں اُس کا دل ذرا نہ لگا۔ وہ اسی خیال میں رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ جلدی سے واپس اپنے کمرے میں جاکر دیکھے کہ رقاصہ لڑکی کوٹھڑی میں موجود ہے یا نہیں۔ آخر عبادت کی رسمیں ختم ہو گئیں۔ کنیزوں نے دیوداسی کو پالکی میں بٹھا کر کندھوں پر اٹھایا اور اُس کے استھان میں لے آئیں۔ یہاں انہوں نے رسم کے مطابق ایک ایک کرکے اُس کے بالوں سے مقدس موتیوں کی لڑیاں اتاریں۔ دیوداسی فوراً کوٹھڑی میں جانا چاہتی تھی۔ مگر جب تک ساری رسمیں پوری نہ ہو جائیں وہ وہاں سے ہل نہیں سکتی تھی۔

آخر رسمیں ختم ہو گئیں اور کنیزیں ایک ایک کرکے وہاں سے چلی گئیں۔ تھائیس دیوداسی اپنے کمرے میں اکیلی رہ گئی۔ تنہائی ملتے ہی اُس نے اپنے کمرے کو بند کرکے اندر سے کنڈی لگائی اور بھاگ کر پچھلی کوٹھڑی کی طرف آ گئی۔ کوٹھڑی کا ٹوٹا ہوا تالہ دیکھتے ہی اُس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ وہ کوٹھڑی کے اندر داخل ہو گئی۔ رقاصہ لڑکی غائب ہو چکی تھی۔ ٹوٹے ہوئے تالے سے صاف ظاہر تھا کہ کسی نے اُسے زبردستی وہاں سے نکال لیا ہے۔ اُسے وہاں سے نکالنے والا سوائے بڑے پجاری رتناکر کے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ صرف اُسی کو رقاصہ کی گرفتاری سے اپنی جان کا خطرہ تھا۔ تھائیس سر کو پکڑ کر بیٹھ گئی۔ اب وہ بھی مجبور تھی۔ کھلے بندوں رقاصہ لڑکی کو تلاش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں کر سکتی تھی - وہ راجہ کو بھی لڑکی کے بارے میں نہیں کہہ سکتی تھی - کیونکہ سب سے پہلے تو راجہ اُس سے یہ پوچھتا کہ اُس رقاصہ کو اپنی کوٹھڑی میں بند کرنے کی بجائے راجہ کے حوالے کیوں نہ کیا - اس کے علاوہ وہ اس بات پر بھی تعجب کا اظہار کرتا کہ دیوداسی مورتی کے اندر گئی تو مورتی کھنڈت کیوں نہیں گئی ؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ دیوداسی جھوٹی ہے -

یہی کچھ سوچ کر تھائیس خاموش ہو کر بیٹھ گئی - اُس نے اندر ہی اندر معلوم کرنے کی کوشش ضرور کی کہ اُس کی عدم موجودگی میں اُس کے کمرے میں کون آیا تھا ؟ مگر اُسے کوئی تسلی بخش جواب نہ مل سکا - کیونکہ کسی کو بھی زتناکر کے اندر آنے کا علم نہ ہو سکا تھا - تھائیس کو بہت صدمہ ہوا کہ ایک بے گناہ معصوم لڑکی ایک بار پھر ڈاکوؤں اور لٹیروں کے ہاتھ لگ گئی ہے جو اُس کی زندگی کو برباد کر کے رکھ دیں گے اور اُسے ایک ایسے ملک میں جا کر فروخت کر دیں گے جہاں سے معلوم نہیں اُسے کون خرید کر کہاں لے جائے گا ؟ مگر اب بات تھائیس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی -

رقاصہ لڑکی زتناکر کے تہہ خانے میں بند تھی - زتناکر کو اچھی طرح معلوم تھا کہ لڑکی کا اس کے تہہ خانے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیادہ دیر رہنا ٹھیک نہیں۔ اگر راجہ کو کسی نے مخبری کر دی تو اُسے زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اُس نے چھوٹے پجاری کے ساتھ مشورہ کیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اس لڑکی کو جتنی جلدی ہو سکے ملک مصر پہنچا دیا جائے۔"

"مگر قافلہ تو کب کا روانہ ہو چکا ہے۔ اب اسے کون ساتھ لے جائے گا۔"

"لیکن اس کا یہاں رہنا بے حد خطرناک ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم خاص طور پر کچھ اپنے آدمیوں کو تیار کر کے اس لڑکی کے ساتھ مصر کی جانب روانہ کر دیں۔"

"اگر وہ لوگ تیار ہو جائیں تو اس سے بہتر اور کوئی ترکیب نہیں ہے۔ کیونکہ دوسرا قافلہ تو اگلے سال یہاں سے روانہ ہوگا۔"

"اور ایک سال تک رقاصہ لڑکی کو اپنے تہہ خانے میں بند کر کے رکھنا اپنی موت کو آپ دعوت دینے کے برابر ہے پس یہ ٹھیک ہے میں اپنے خاص آدمیوں کو بھاری انعام کا لالچ دے کر تیار کرتا ہوں کہ وہ ایک خفیہ قافلہ بنائیں۔ اور رقاصہ کو ساتھ لے کر مصر کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اس پر خرچ بہت اٹھے گا مگر اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں۔ کیونکہ یہ لڑکی یہاں ہماری موت کا باعث بن سکتی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں آج رات ہی آدمیوں سے مل کر انہیں تیار کرتا ہوں۔"
چھوٹے پجاری نے ایک اور ایک دن کے اندر ہی اندر خاص آدمیوں سے مل کر ایک چھوٹا سا خفیہ قافلہ تیار کروا دیا اس قافلے کو ایک رات چھوڑ کر تیسری رات کو تبت سے روانہ ہونا تھا۔ رتناکر نے تیسری رات کو رقاصہ لڑکی کو بے ہوش کر کے قالین کے اندر چھپا کر باہر نکالا اور بیل گاڑی پر ڈال کر شہر سے باہر اس مقام پر لے آیا جہاں ایک درّے میں خفیہ قافلہ سفر کے لیے تیار کھڑا تھا۔
خفیہ طور پر روانہ ہونے والے اس قافلے میں کوئی پچاس کے قریب تنومند آدمی شریک تھے۔ انہوں نے سیاہ کپڑے پہنے ہوئے تھے اور گھوڑوں پر سوار تھے۔ اُن کے ساتھ چھرے خنجر، تیر کمان اور تلواریں بھی کافی تعداد میں تھیں۔ رتناکر نے بھاری انعام دے کر ان لوگوں کو تیار کیا تھا۔ رقاصہ لڑکی کو قالین میں سے نکال کر بیل گاڑی میں لٹا دیا گیا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھی۔ رتناکر نے قافلے کے سردار سے کہا۔
"فوراً یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ آج کی رات کسی جگہ بھی رکنا نہیں۔ اپنا سفر جاری رکھنا ہے۔ راتوں رات یہاں سے جتنی دُور نکل سکو نکل جانا ہے۔ مصر میں پہنچنے کے بعد اس لڑکی کو اپنے خاص آدمی کے حوالے کر کے واپس آ جانا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بہت اچھا مہاپُرش!"

"راستے میں اگر حملہ ہو تو ہر حالت میں اس رقاصہ لڑکی کی حفاظت کرنا اور حملہ کرنے والوں کو ہرگز ہرگز زندہ مت چھوڑنا۔ سمجھے؟"

"سمجھ گئے سرکار"

"اب سفر شروع کر دو"

اُسی وقت رات کے اندھیرے میں خفیہ قافلہ آگے کو چل پڑا۔ رتناکر اور چھوٹا پجاری چھپتے چھپاتے واپس مندر میں آ گئے۔ اُن کے سر سے گویا ہزاروں من کا بوجھ اُتر گیا تھا اور وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہے تھے۔ اس بات سے انہیں بڑی حیرت تھی کہ دیوداسی نے مورتی کے اندر جاکر رقاصہ لڑکی کو اغوا کیوں کیا؟ اُسے کیا ضرورت پڑی تھی کہ مُورتی کے اندر جاتی؟

"کہیں یہ دیوداسی کسی دشمن ملک سے یہاں آکر ہماری جاسوسی تو نہیں کر رہی رتناکر؟"

"مجھے بھی اب اُس پر شک پڑنے لگا ہے۔ کیونکہ اگر یہ دیوداسی اصلی اور مقدس ہوتی اور پرانی دیوداسی کی روح ہوتی تو اس کے اندر جاتے ہی مُورتی فوراً پھٹ جاتی۔ مورتی اس کے جلال اور طاقت کو برداشت نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر سکتی تھی۔"

"پھر تو صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک جھوٹی دیوداسی ہے اور ہمارے ملک میں جاسوسی کرنے آئی ہے۔ یہ ایک اتفاق ہے کہ اس کی شکل پہلے والی مقدس دیوداسی سے ملتی جلتی ہے۔"

"میں تمہارے خیال سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ ایک جھوٹی دیوداسی ہے۔"

"پھر تو اس کو گرفتار کر لینا چاہیئے اور راجہ کو بتا دینا چاہیئے کہ دیوداسی کے روپ میں دشمن کی جاسوسہ مندر کے اندر بیٹھی ہے۔"

"اس کا ثبوت کیا ہوگا؟"

"اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا کہ ہم اسے راجہ کے سامنے کہیں گے کہ وہ مورتی کے اندر داخل ہو۔ راجہ کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ مقدس دیوداسی کے مورتی میں داخل ہوتے ہی وہ پھٹ جائے گی۔"

اور اگر دیوداسی نے راجہ کو ہمارے بارے میں سب کچھ بتا دیا کہ ہم لڑکیوں کو قربان نہیں کرتے بلکہ انہیں یہاں سے لے جاکر دوسرے ملک میں بیچ ڈالتے ہیں تو کیا ہوگا؟۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھید کھل گیا

رتناکر نے اب دیر کرنا مناسب نہ سمجھا۔
وہ سیدھا تبت کے راجے کے خاص محل میں گیا اور اُس نے جاکر صاف صاف کہہ دیا کہ دیوداسی کی رُوح نے خواب میں آکر اُسے بتایا ہے کہ جس عورت کو وہ دیوداسی سمجھ کر اُس کی پُوجا کر رہے ہیں وہ جھوٹی اور دھوکے باز عورت ہے۔ راجہ اُس کا منہ ہی دیکھتا رہ گیا۔
"یہ تم کیا کہہ رہے ہو رتناکر؟"
رتناکر نے جھک کر کہا
"اے راجوں کے راجہ! میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اصلی دیوداسی کی رُوح کبھی جھوٹ نہیں بول سکتی۔ اُس نے کل رات خواب میں آکر مجھے بڑے غصّے میں کہا ہے کہ راجہ سے جاکر کہہ دو کہ ایک جھوٹی اور مکّار عورت میرا بھیس بدل کر تجھے تکلیف پہنچا رہی ہے۔ اُسے فوراً گرفتار کرکے جیل میں بند کر دیا جائے اور میری تلاش کی جائے۔
"لیکن اس کے لیے ہمیں لوگوں کے سامنے ثبوت پیش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنا ہوگا کہ یہ دیوداسی جھوٹی ہے۔"
زتناکر نے کہا
"اس کا ثبوت بڑا آسان ہے۔ ہم دیوداسی کو کہیں گے کہ وہ مورتی کے اندر داخل ہو۔ اگر مورتی اس کے اندر داخل ہونے کے بعد بھی اپنی جگہ سے ذرا نہ ہلی تو سب پر ظاہر ہو جائیگا کہ یہ دیوداسی جھوٹی اور مکار ہے۔"
راجہ نے کہا
"ٹھیک ہے۔ دیوداسی کو مورتی میں داخل ہونے کے لیے کہا جائے میں ابھی اسی وقت مندر میں آ رہا ہوں۔"
زتناکر خوشی خوشی باہر نکل گیا۔ مندر میں فوراً اعلان کر دیا گیا کہ دیوداسی کا امتحان لیا جائے گا۔ اور اُسے مورتی کے اندر داخل ہونے کے لیے کہا جائے گا۔ تھائیس نے یہ سُنا تو پریشان ہو گئی۔ اُس نے وہاں سے فرار ہونے کے بارے میں سوچا۔ مگر وہاں سے اُس کا نکل جانا بے حد مشکل تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ راجہ کے خاص سپاہی آ کر اُسے اپنے ساتھ پالکی میں بٹھا کر مندر میں لے گئے۔ مندر میں سارے پجاری، درباری اور راجہ موجود تھا۔ تھائیس کا رنگ زرد تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اُس کے جھوٹ کا پول ابھی کھل جائے گا اور راجہ اُسے موت کی سزا دے گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑا پجاری رتناکر آج بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔
راجہ نے دیوداسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔۔
"اے مقدس دیوداسی! ہماری ایک رسم کے مطابق ہر سال میں ایک دن ایسا آتا ہے جب دیوداسی کو مندر کی مورتی کے اندر داخل ہو کر لوبان سلگانا پڑتا ہے۔ آج وہ دن آ گیا ہے اس لئے میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ سب کے سامنے اس بڑی مورتی کے اندر داخل ہو کر مقدس لوبان کو سلگاؤ اور دیوتاؤں کی روح کو خوش کرو۔"
بڑے پجاری نے سونے کی طشتری میں رکھ کر دیوداسی کے ہاتھوں میں تھما دیا اور کہا۔
"اے مقدس دیوداسی! اپنے قدم بڑھا کر مورتی کے دروازے میں سے اندر داخل ہو اور لوبان کو سلگا تاکہ ہماری قوم اور ہمارے شہر پر دیوتاؤں کی رحمتیں نازل ہوں"
تھائیس کے ہاتھ اور پاؤں کانپ رہے تھے۔ مگر وہ بے بس ہو گئی تھی۔ اس نے مجبوراً طشتری ہاتھوں میں تھام لی اور مورتی کے دروازے کی طرف بڑی۔ رتناکر پجاری کو یقین تھا کہ مورتی دیوداسی کے اندر داخل ہونے سے اپنی جگہ سے ہرگز ہرگز نہیں ہلے گی۔ لیکن راجہ کو تھوڑا سا شک تھا۔ اس نے سوچا اگر مورتی پھٹ گئی تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہت نقصان ہونے کا ڈر ہے۔
چنانچہ وہ ایک ستون کی آڑ میں ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔
تھائیس ملشتری ہاتھ میں لئے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی مورتی کے پشت والے دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جب وہ دروازے کے قریب پہنچی تو رک گئی۔ اس نے پلٹ کر رتناکر کی طرف دیکھا جو ذرا ذرا مسکرا رہا تھا۔ راجے کی پیشانی پر پسینہ آ گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر دیوداسی بچی ہوئی تو مورتی اپنی جگہ سے ہلے گی اور پھٹ جائے گی رتناکر نے کہا۔
"اے مقدس دیوداسی! وقت گزر رہا ہے۔ اندر تشریف لے جا کر لوبان سلگاؤ۔ دیوتا تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"
تھائیس سمجھ گئی تھی کہ اس کی موت آ گئی ہے۔ اس نے دل پر ہاتھ رکھا اور مورتی کے دروازے میں سے اس کے اندر داخل ہو گئی۔ راجہ نے ڈر کر آنکھیں بند کر لیں۔ مگر وہاں کچھ بھی نہ ہوا۔ نہ تو مورتی اپنی جگہ سے ہلی اور نہ اس کے چہرے پر خراش تک آئی۔ صاف ظاہر تھا کہ دیوداسی جھوٹی ہے۔ رتناکر نے بلند آواز میں کہا۔
"اے راجہ! آپ کو ثبوت مل گیا ہے کہ دیوداسی کی روح کا خواب سچا تھا اور یہ دیوداسی جھوٹی ہے۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے ہمارے مذہب کا مذاق اڑایا ہے۔ اس نے اصلی دیوداسی کی روح کو دھوکا دیا ہے اور اُسے تکلیف پہنچائی ہے۔"

راجہ نے ہاتھ بلند کر کے کہا۔

"اس عورت کو گرفتار کر لیا جائے۔"

فوراً سپاہی آگے بڑھے اور انہوں نے تھائیس کو زنجیروں میں جکڑ دیا اور راجہ کے حکم سے اُسے لے جا کر جیل میں بند کر دیا۔ رتناکر بے حد خوش تھا کہ اُس نے جھوٹی دیوداسی کا راز کھول کر ایک نیک کام کیا ہے اور اصلی دیوداسی کی روح کو سکھ پہنچایا ہے۔ وہ اس لئے بھی خوش تھا کہ اُس نے دیوداسی سے رقاصہ کو اغوا کرنے کا انتقام لے لیا ہے۔ وہ راجہ کے حکم سے جیل میں قید کر دی گئی تھی۔ رتناکر نے اُس کے ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ مندر کے پجاری اصلی دیوداسی کی تلاش میں آج سے ہی نکل کھڑے ہوں گے۔ اُس نے راجہ کے حکم سے پجاری کی ایک ٹولی اصلی دیوداسی کی روح کی تلاش میں روانہ کر دی اور راجہ سے کہا کہ اب ضروری ہو گیا ہے کہ دیوداسی کی روح کو خوش کرنے اور مورتی کے ساتھ کئے گئے گناہ کا کفارہ اُتارنے کے لیے ایک ہی وقت میں دو لڑکیوں کی قربانی دی جائے۔ راجہ نے فوراً اجازت دے دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رتناکر ایک تیر سے دو نشانے کرنا چاہتا تھا۔ ایک طرف وہ لڑکیوں کی قربانی کرکے راجہ اور اس کی رعایا کو خوش کرنا چاہتا تھا اور دوسری طرف اُن لڑکیوں کو فروخت کرکے سونے کے سکّے کمانا چاہتا تھا۔

چنانچہ دو روز بعد دو لڑکیوں کو مُورتی پر سے قربان کر دیا گیا۔

یہ قربانی بھی جھوٹی تھی۔ لڑکیوں کو مورتی کے اندر لے جاکر کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا اور اُن کی جگہ دو بکریوں کے خون میں ڈوبے ہوئے دل پیالے میں ڈال کر راجہ کو پیش کیئے گئے راجہ نے خون میں انگلی ڈبو کر تلک لگایا اور اعلان کیا کہ مورتی اور دیوداسی کی رُوح نے اُن کی قربانی قبول کر لی ہے۔

تھائیس کو قید خانے میں پتہ چلا کہ دو لڑکیوں کی قربانی دی گئی ہے تو وہ سمجھ گئی کہ رتناکر پجاری نے دو اور لڑکیاں مصر میں بیچنے کے لیے حاصل کر لی ہیں۔ مگر اب تو خود اُسے اپنی جان کے لالے پڑے تھے وہ اُن لڑکیوں کو کیسے بچا سکتی تھی۔ شام کو رتناکر اُس کی کوٹھڑی میں آیا۔ اُس نے تھائیس کو قہر آلود نظروں سے دیکھا اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اے مکار عورت سچ سچ بتا تو کون ہے اور ہمارے ملک کی جاسوسی کس کے اشارے پر کر رہی ہے؟"

تھائیس نے صرف اتنا کہا۔

"میں زمانے کی ٹھکرائی ہوئی عورت ہوں۔ جس وقت تم لوگوں نے مجھے دیوداسی کی روح سمجھ کر میرے گلے میں مقدس مالا ڈالی تھی تو اس وقت مجھے خود معلوم نہیں تھا کہ میں مقدس دیوداسی بنائی جا رہی ہوں۔ میں کسی ملک کی جاسوسی کرنے یہاں نہیں آئی۔ میں ایک بدنصیب عورت ہوں اور تمہارے ملک میں پناہ تلاش کرنے آئی تھی۔"

زیناکر نے گرج کر کہا۔

"تم بکواس کرتی ہو۔ ہمارے راجہ کو معلوم ہو چکا ہے کہ تم ایک جاسوس ہو اور کسی ایسے بادشاہ یا راجہ کی طرف سے یہاں بھیجی گئی ہو جو ہمارے ملک پر چڑھائی کر کے ہمیں تباہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ دیوتاؤں نے ہماری مدد کی اور ہم نے ٹھیک وقت پر تمہیں گرفتار کر لیا۔ اب ہم تمہیں شہر کے سب سے بڑے چوک میں، سب کے سامنے پھانسی پر لٹکا دیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھائیس نے غصے میں آ کر کہا۔
"اے مکار پجاری! تو بھی کان کھول کر سن لے کہ میں راجہ کے سامنے تمہارا بھانڈا بھی پھوڑ دوں گی اور سب کو بتا دوں گی کہ تم ایک مکار شخص ہو اور تم لڑکیوں کو قربان کرنے کی بجائے انہیں دوسرے ملک میں لے جا کر بیچ دیتے ہو۔"
رتناکر نے قہقہہ مار کر کہا۔
"تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کوئی تمہاری بات پر یقین نہیں کرے گا۔ میرے پاس تمہیں جھوٹا ثابت کرنے کے لیے ثبوت تھا۔ میں نے اسے سب کے سامنے پیش کر دیا اور اب تمہیں یہاں پھانسی مل جائے گی۔ مگر تم میرے خلاف کوئی ثبوت نہ دے سکو گی۔ میں لڑکیوں کی جگہ جن بکریوں کو ذبح کرتا ہوں انہیں کھا پی کر ہضم کر جاتا ہوں۔"
تھائیس خاموش ہو گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ رتناکر سچ کہہ رہا تھا۔ ثبوت اس کے پاس واقعی کوئی بھی نہیں تھا۔ اگر اس نے سب کے سامنے رتناکر پر الزام بھی لگایا تو بغیر ثبوت کے وہ بیکار الزام ہو گا اور سب لوگ یہی سمجھیں گے کہ تھائیس بدلہ لینے کے لیے جھوٹا الزام تراش رہی ہے۔
حقیقت یہ تھی کہ تھائیس اب پوری طرح رتناکر کے چنگل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں پھنس چکی تھی اور پھانسی کا پھندا اس کی قسمت میں لکھا جا چکا تھا۔ اس نے آخری حربہ استعمال کرتے ہوئے زتناکر کے آگے گڑگڑا کر کہا۔

"زتناکر! میں ساری عمر تمہاری باندی بن کر رہوں گی۔ کسی طرح مجھے یہاں سے باہر نکال دے۔ میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گی۔ میں وہی کروں گی جو تو کہے گا۔"

زتناکر نے شیطانی قہقہے کے ساتھ کہا۔

"اب وقت گزر گیا ہے۔ اگر آج سے دس روز پہلے تو کہتی تو شاید میں قافلے کے ساتھ تجھے مصر بھیج کر وہاں بکوا دیتا۔ مگر اب وقت نہیں رہا۔ سب لوگوں پر اور راہبہ پر بھی تمہارا جھوٹ ظاہر ہو چکا ہے۔ ساری رعایا تمہیں بھرے چوک میں پھانسی دینا چاہتی ہے اب میں نے اگر تمہیں یہاں سے بھگا دیا تو یہ لوگ مجھے پھانسی پر چڑھا دیں گے۔"

تھائیس نے کہا۔

"تم کوئی مذہبی بہانہ بنا کر انہیں خاموش کر سکتے ہو۔"

"نہیں۔ میں اس معاملے میں کوئی بہانہ نہیں بنا سکتا۔ اور پھر تم نے میری زندگی خطرے میں ڈال دی تھی۔ میں تمہاری زندگی بچانے کے لیے خطرہ کیوں مول لوں؟ اب تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ خاموشی سے اس کال کوٹھڑی میں بیٹھ کر اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موت کا انتظار کرو"

زناکر کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔

تھائیس اپنی قسمت پر آنسو بہانے کے لیے اکیلی رہ گئی۔ راہبہ نے تھائیس کو پھانسی دینے کے لیے چاند کی آخری تاریخ کا اعلان کر دیا۔ اس حساب سے ابھی تھائیس کی موت میں پورے پندرہ دن باقی تھے۔ اپنی موت کے خیال سے وہ بے چاری ابھی سے گھلنا شروع ہو گئی تھی۔ اُسے کیا خبر تھی کہ یہاں موت اُس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس سے تو کہیں بہتر تھا کہ وہ ایک بار پھر سیاہ فام کانے کے قبضے میں ہی چلی جاتی۔ کم از کم اُس کی زندگی تو محفوظ رہتی۔ اب تو اُسے جان سے ہاتھ دھونا پڑ گیا تھا۔ وہ کسی نوکر یا کنیز سے مل کر بھی وہاں سے فرار نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے کہ سارے لوگ اُس کے دشمن ہو رہے تھے۔ کیونکہ اُس نے دیوداسی کا جھوٹا روپ دھار کر اُن کے مقدس مذہب کی توہین کی تھی۔ اُس کے لیے اب اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا کہ وہ خاموشی سے اپنی موت کا انتظار کرے۔

اب ذرا یہ دیکھیں کہ عنبر کس حال میں ہے؟

عنبر سفر کرتے کرتے اُن میدانوں میں داخل ہو گیا۔ جن کی سرحدیں تبت سے ملتی تھیں۔ برفانی علاقہ ختم ہو کر ایک بار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر میدانی کہستان شروع ہو گیا تھا۔ یہاں زمین اونچی نیچی اور پتھریلی تھی۔ دُور دُور تک کوئی درخت نہیں تھا۔ کہیں کہیں چھوٹی چھوٹی گھاٹیاں آ جاتی تھیں جن کے اندر جنگلی گھاس اُگی تھی۔ عنبر دوپہر تک چلتا رہا۔ تیسرے پہر وہ ایک درّے میں آ گیا جو دو ٹیلوں کے بیچ میں تھا۔ ان ٹیلوں کے اوپر کانٹے دار درخت کھڑے تھے۔ عنبر تھک گیا تھا۔ وہ یاک پر سے اُتر کر بیٹھ گیا اور یاک کو اُس نے ایک درخت کے ساتھ باندھ کر درّے میں سے خشک گھاس توڑی اور اُس کے آگے ڈال دی۔

عنبر پتھروں پر کھال بچھا کر لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ صبح وہ تبّت پہنچ جائے گا۔ وہاں اُس کا جاننے والا سوائے بوڑھے تبتی کے اور کوئی نہ تھا اور اُس نے پتہ بھی بتایا تھا کہ تبّت کے بڑے پجاری سے مل لینا۔ وہ اُس کا بیٹا ہے۔ عنبر پر غنودگی طاری ہونے لگی۔ اُسے اونگھ ٹوٹ گئی۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اُس نے کسی لڑکی کی چیخ کی آواز سُنی تھی۔ اُس نے کان آواز پر لگا دیئے۔ ایسے لگا جیسے چیخ فضا میں ایک بار گونج کر ختم ہو گئی تھی۔ اچانک وہی چیخ ایک بار پھر سنائی دی۔ اب یہ آواز مسلسل آنے لگی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی عورت کے ساتھ ظلم کیا جا رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے اور وہ چیخ چیخ کر رحم کی درخواست کر رہی ہے۔ عنبر انسانی ہمدردی کے جذبات سے بے چین ہو گیا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور یہ معلوم کرنے کے لیے بڑھا کہ آواز کدھر سے آ رہی ہے۔ وہ گھاٹی کے نشیب میں سے نکل کر سامنے میدان میں آیا تو دیکھا کہ چھ سات آدمی تلواریں اٹھائے گھیرا ڈالے کھڑے ہیں اور اُن کے درمیان ایک لڑکی تڑپ رہی ہے۔ دو آدمی اُسے زبردستی پکڑ کر بیل گاڑی پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ تڑپ کر پھر نیچے گر پڑتی ہے۔

"میں نہیں جاؤں گی۔ میں نہیں جاؤں گی۔ مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔"

لڑکی چیخ چیخ کر واویلا مچا رہی تھی۔ عنبر سے یہ ظلم برداشت نہ ہو سکا۔ اُس نے آگے بڑھ کر کہا۔

"تم لوگ اس لڑکی پر ظلم کیوں کر رہے ہو؟"

ساتوں کے ساتوں ہٹے کٹے آدمی تلواریں ہاتھوں میں لئے عنبر کو خونی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔ ایک نے دانت پیس کر کہا۔

"تم کون ہوتے ہو ہمارے معاملے میں دخل دینے والے؟"

عنبر نے کہا۔

"میں ایک انسان ہوں اور ایک بے بس عورت پر ظلم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتے نہیں دیکھ سکتا"

ہٹے کٹے آدمی نے گرج کر کہا۔

"بکواس بند کرو۔ یہ ہماری لونڈی ہے۔ ہم اس کے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں"

اس پر لڑکی نے چیخ کر کہا۔

"یہ جھوٹ ہے۔ میں ان کی لونڈی نہیں۔ یہ مجھے تبت سے اغوا کر کے ملک مصر بیچنے لے جا رہے ہیں"

اُس آدمی نے بڑے زور سے لڑکی کے منہ پر طمانچہ مارا۔ اُس کے ہونٹوں سے خون جاری ہو گیا۔ عنبر سے یہ ظلم برداشت نہ ہو سکا۔ اُس نے آگے بڑھ کر اُس آدمی کے منہ پر ایسا گھونسا مارا کہ وہ لڑکھڑاتا ہوا دُور جا گرا۔ اُس کے ساتھی نے طیش میں آ کر تلوار بلند کی اور عنبر پر بھرپور وار کیا۔ عنبر فوراً ایک طرف ہٹ گیا۔ مگر وہ اتنے سارے آدمیوں کے سامنے بے بس ہو گیا۔ سب کے سب تلواریں لے کر عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ وہ اُس پر بار بار تلواریں برسا رہے تھے مگر ایک بھی تلوار کا وار عنبر کو زخمی نہیں کر رہا تھا۔ وہ سب کے سب حیران ہو گئے کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ اتنے میں عنبر نے ایک آدمی سے تلوار چھین لی اور باقاعدہ لڑنا شروع کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس نے چار آدمیوں کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بعد پانچویں آدمی کی گردن بھی کٹ کر دُور جا گری۔ اُس لئے کہ دشمن کی تلوار کا وار تو عنبر کا کچھ بگاڑ ہی نہیں سکتا تھا۔ جبکہ عنبر کا ہر وار اُن کی گردن اُڑا رہا تھا۔ لڑکی ایک طرف سہمی کھڑی یہ عجیب وغریب لڑائی دیکھ رہی تھی۔

اب صرف دو آدمی باقی رہ گئے تھے۔ ایک نے پیچھے سے آکر عنبر کے جسم میں تلوار گھسیڑ دی۔ تلوار اُس کے جسم سے پار ہوکر دوسری طرف نکل گئی۔ مگر عنبر اپنی جگہ پر اُسی طرح کھڑا رہا۔ اُس نے تلوار اپنے جسم میں ہی پروئی رہنے دی اور اپنی تلوار سے اس آدمی کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ دوسرا آدمی یہ کرامت دیکھ کر سجدے میں گر پڑا۔ عنبر نے اپنے جسم سے تلوار کھینچ کر پرے پھینکی اور اُس آدمی کے سر پر تلوار کی نوک رکھ کر کہا۔

"بتاؤ اب تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟"

"رحم! رحم! رحم!"

لڑکی نے چیخ کر کہا۔

"اس پر رحم نہ کرنا۔ اس نے سینکڑوں عورتوں کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ اس نے کئی لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔ اگر تم نے اُسے چھوڑ دیا تو یہ ابھی کتنے ہی گھر اُجاڑے گا۔ کئی ماؤں کی گود برباد کرے گا اور کئی بچوں کو یتیم کرے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ابھی کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ لڑکی نے آگے بڑھ کر زمین پر گری ہوئی تلوار اٹھائی اور اس زور سے اُس آدمی کے سر پر ماری کہ اُس کا سر دو ٹکڑے ہو گیا اور وہ زمین پر گر کر تڑپے بغیر ٹھنڈا ہو گیا۔ عنبر نے کہا۔

"یہ تم نے کیا کیا؟ وہ تو رحم کی بھیک مانگ رہا تھا۔"

"سانپ پر کبھی رحم نہیں کھانا چاہیئے۔ اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ انہوں نے بے گناہ لڑکیوں پر کیا کیا ظلم کئے ہیں تو تم بھی اِن پر کبھی رحم نہ کھاتے اور جس طرح میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے تم بھی اسے اپنی تلوار سے ہلاک کر دیتے"

عنبر نے لڑکی سے پوچھا

"یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اور یہ لوگ تمہیں کہاں لئے جا رہے تھے؟"

لڑکی بیل گاڑی پر بیٹھ گئی اور اُس نے الف سے لیکر یے تک عنبر کو ساری کہانی سنا ڈالی۔ عنبر اُس کی داستان سُن کر حیران رہ گیا کہ تبت کے شاہی مورتی مندر میں یہ ظلم ہوتا ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ مورتی مندر کا بڑا پجاری رتناکر بوڑھے تبتی کا بیٹا ہی ہے۔ مگر اُس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ وہ دیوداسی کون ہے جس نے اُس لڑکی کی جان بچانے کی کوشش کی تھی۔ بہرحال اُسے اس دیوداسی سے کوئی سروکار بھی نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے انسانی ہمدردی کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جذبے کے تحت اُس نے ایسا کیا ہو۔ عنبر نے لڑکی سے پوچھا کہ اب وہ کیا چاہتی ہے؟ لڑکی نے بتایا کہ وہ ہمیشہ اُس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ کیونکہ اُس نے دیکھ لیا ہے کہ وہ دیوتا ہے اور اُس کی حفاظت ہر مشکل وقت میں کر سکتا ہے۔ عنبر نے کہا کہ میں تو تبت جا رہا ہوں۔ لڑکی نے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی اور بڑے پجاری کے ظلم کو راجہ کے سامنے فاش کروں گی۔ تاکہ دوسری میری جیسی لڑکیوں کی جان بچ سکے۔"

"تو پھر چلو میرے ساتھ۔"

عنبر نے لڑکی کو یاک پر سوار کروایا اور خود اُس کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مُردوں کی سرائے

تھائیس کو پھانسی دینے کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔ مورتی مندر کے بڑے صحن میں مورتی کے بُت کے بالکل سامنے تختے جوڑ کر پھانسی گاڑ دی گئی تھی۔ راجہ نے سرکاری طور پر اعلان کر دیا تھا کہ آج سے ٹھیک پندرہ دنوں کے بعد تھائیس کو مقدس دیوداسی کا بھیس بدلنے کے جُرم میں پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ جیل کی کوٹھڑی میں تھائیس بے بسی کے عالم میں پڑی تھی۔ کوئی اُس سے ہمدردی کرنے والا نہیں تھا۔ کوئی اُس کے دُکھ میں شریک ہونے والا نہیں تھا۔ ایک سپاہی نیزہ ہاتھ میں لئے ہر وقت کوٹھڑی کے سلاخ دار دروازے کے باہر پہرہ دیتا تھا۔ دن میں دو بار اُسے روکھی سوکھی روٹی اور پانی دیا جاتا۔ روٹی کی تھالی سلاخوں کے نیچے سے اندر کھسکا دی جاتی اور وہیں سے باہر کھینچ لی جاتی۔ رسم کے مطابق پھانسی سے ایک روز پہلے تھائیس کا سر مونڈ دیا جاتا تھا۔ پھر اُسے لمبا سیاہ کرتہ پہنا کر پھانسی کے پھندے کی طرف لے جانا تھا۔ سیاہ کرتہ تیار کر لیا گیا تھا۔ کسی وقت تھائیس کو عنبر کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یاد آتی تو اُس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے - وہی اُس کا ایک ہمدرد بھائی تھا جو اس مصیبت سے اُسے نجات دلا سکتا تھا۔ لیکن وہ خدا جانے کہاں تھا۔

تھائیس کو بالکل خبر نہیں تھی کہ اُس کا ہمدرد بھائی عنبر تبت کی سرحد میں داخل ہو چکا تھا۔ رقاصہ لڑکی اُس کے ساتھ تھی - سرحدی چوکی پر سپاہیوں نے عنبر سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور تبت کیوں جا رہا ہے ؟ عنبر نے کہا کہ وہ ایک سوداگر ہے اور اپنی بیوہ بہن کے ساتھ تجارت کی غرض سے مال خریدنے تبت آیا ہے۔ اُس زمانے میں سوداگروں کو بڑی رعایت حاصل تھی - کیونکہ ہر ملک کا بادشاہ یا راجہ چاہتا تھا کہ اُس کا ملک تجارت میں ترقی کرے - آج کی طرح اُس زمانے میں بھی کسی مُلک کی ترقی کا راز تجارت کی ترقی میں ہی پوشیدہ تھا۔ چوکی کے سپاہی رقاصہ لڑکی کو نہ پہچان سکے اور انہوں نے دونوں کو تبت کی سرحدوں میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ اُس زمانے میں تبت ملک کا نام بھی تھا اور شہر کا نام بھی یہی تھا۔ تبت شہر سرحد سے آدھے دن کی مسافت پر تھا۔ عنبر نے وہیں سے ایک اور یاک خرید لیا۔ اب دونوں ایک ایک یاک پر سوار، تبت شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں کبھی کبھی خانقاہ آ جاتی۔ کبھی چند ایک خیموں کی بستی میں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے گزرنا پڑتا۔ جہاں فقیر لوگ اُن سے خیرات طلب کرتے۔ عنبر نے رقاصہ لڑکی کے چہرے پر نقاب ڈال دی تھی۔ کیونکہ اُس کے پہچان لئے جانے کا خطرہ تھا۔ انہیں پجاریوں کا ایک جلوس ملا۔ لوگوں نے مذہبی لباس پہن رکھا تھا اور رنگ برنگے جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے۔

عنبر نے رقاصہ لڑکی سے پوچھا۔

"کیا تبت شہر میں تمہارا ایک بھی رشتے دار نہیں ہے؟"

لڑکی نے سوچ کر کہا۔

"شہر سے دُور گاؤں میں ایک بوڑھی عورت رہتی ہے جو میری والدہ کی خالہ زاد بہن ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہیں اُس کے پاس چلی جانا چاہیئے اس لیے کہ میرے ساتھ تم کہاں تک در بدری کرتی رہو گی۔ ویسے بھی ایک عورت کو یوں بھٹکتے پھرنا اچھا نہیں ہے۔"

"لیکن پجاریوں نے مجھے پہچان لیا تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ وہ مجھے دوبارہ پکڑ کر دوسرے ملک جا کر بیچ دیں گے۔"

"جیسا کہ تم نے کہا تھا کہ تبت میں یہ کام صرف دو شخص کرتے ہیں۔ ایک ترناکر بڑا پجاری اور دوسرا چھوٹا پجاری۔ میں تبت کے راجے سے شکایت کر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِن دونوں کو گرفتار کروا دوں گا۔ پھر تو تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔"

"کیا راجہ تمہاری بات کا یقین کرے گا؟"

"کیوں نہیں؟ تم اس کا ثبوت مہیا کروگی۔ تم گواہی دوگی کہ رتناکر نے اپنے چھوٹے پجاری کے ساتھ مل کر تمہیں اغوا کرکے فروخت کرنے کی کوشش کی تھی۔"

اگر انہوں نے یقین نہ کیا تو؟"

"پھر ایسا ہے کہ تمہارا زندہ رہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ رتناکر نے مورتی کے اندر قربانی پیش نہیں کی۔ اگر تمہیں قربان کر دیا گیا تھا تو پھر تم زندہ کیسے ہو؟ اور اگر تم زندہ ہو تو ظاہر ہے کہ رتناکر نے چالاکی اور بددیانتی سے کام لیا ہے۔ یوں وہ ہر اعتبار سے پکڑا جائے گا۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔"

"تم تبت میں کس جگہ ٹھہروگے؟"

"میں تبت میں کسی کو نہیں جانتا۔ جہاں تک میرا خیال ہے مجھے کسی سرائے میں ٹھہرنا پڑے گا۔ تم بھی میرے ساتھ رہنا۔ میرا خیال ہے کہ سرائے میں تمہیں کوئی نہیں پہچانے گا۔ ویسے احتیاطاً تم چہرے پر نقاب، گرائے رکھنا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے بڑے پجاری رتناکر کے جاسوس اُدھر گھوم پھر رہے ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ باتیں کرتے، یاک پر سوار چلے جا رہے تھے کہ سامنے سے گھوڑ سواروں کا ایک دستہ دوڑتا ہوا اُن کے پاس آکر رُک گیا۔ دستے کے سردار نے پوچھا۔

تم لوگ کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟

عنبر نے جھک کر سردار کو سلام کیا اور بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے بولا۔

"میرا نام حکیم عنبر ہے۔ یہ میری بیوی طلالہ ہے۔ میں دکھی اور بیمار لوگوں کا علاج کرتا ہوں۔ تبت میں جڑی بوٹیوں کی تجارت کی غرض سے آیا ہوں۔"

"تم نے اس عورت کو نقاب کیوں ڈلوا رکھی ہے؟ ادھر تو کوئی بھی عورت کسی مرد سے پردہ نہیں کرتی؟"

عنبر نے بڑی دانشمندی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"معزز سردار! میں شمالی افریقہ کے ایک خاص قبیلے کا رہنے والا ہوں۔ ہماری شادی کو ابھی ایک سال پورا نہیں ہوا۔ ہمارے قبیلے میں رواج ہے کہ عورت شادی کے ایک برس تک دوسرے مردوں سے پردہ کرتی ہے۔ اگر وہ پردہ نہ کرے تو اس کے ہاں مُردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔"

سردار نے تعجب سے رفاصہ لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"شاید تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارے پیچھے تبت کے مورثی سندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پجاریوں کا جلوس آ رہا ہے۔ وہ لوگ دیوداسی کی روح کی تلاش میں نکلے ہیں جو مرگئی ہے اور جس کی روح روایت کے مطابق کسی دوسری عورت کے اندر چلی گئی ہے۔ وہ اس عورت کا نقاب الٹ کر ضرور دیکھیں گے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے ہاں مردہ بچے پیدا نہ ہوں اور پجاری لوگ تمہاری بیوی کا چہرہ نہ دیکھیں تو اس راستے سے ہٹ کر سفر کرو۔ وگرنہ تم اُن کو منع نہ کر سکو گے۔ اس ملک کی رسم اور قانون کے مطابق پجاریوں کو پُورا پُورا حق حاصل ہے کہ وہ جس عورت کا چاہیں چہرہ دیکھ لیں۔"

عنبر نے جھک کر کہا۔

"اے معزز نسل کے باعزت سردار! میں تمہارا شکر گذار ہوں کہ تم نے مجھے وقت سے پہلے خطرے سے آگاہ کر دیا۔ میں اس راستے سے ہٹ کر اپنی بیوی کے ساتھ سفر کرونگا۔ کیونکہ اگر پجاریوں نے میری بیوی کا نقاب الٹ کر اُس کا چہرہ دیکھ لیا تو میرے سارے بچے مُردہ پیدا ہوں گے۔ میں ایک بار پھر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔ اب جلدی سے اس راستے سے ہٹ جاؤ۔ وہ جلوس یہاں پہنچنے ہی والا ہوگا۔"

اتنا کہہ کر سپاہی اپنے سردار سمیت آگے کو روانہ ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے لڑکی سے کہا۔

"اگر یہ سردار ہمیں وقت پر اطلاع نہ کرتا تو پجاری تمہیں ضرور پہچان لیتے پھر تمہارا ان کے چنگل سے بچ نکلنا بڑا مشکل ہو جاتا۔"

لڑکی نے کانپ کر کہا۔

"مورتی مندر کے سارے پجاری مجھے جانتے ہیں۔ وہ تو مجھے ابھی پکڑ کر لے جائیں گے۔ دیوتاؤں کے لیے یہاں سے کسی دوسری طرف نکل چلو۔ نہیں تو وہ لوگ مجھے رتناکر کے پاس پہنچا دیں گے اور رتناکر مجھے اس دفعہ کبھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"ہم دوسری طرف سے اپنا سفر جاری رکھیں گے۔"

عنبر نے لڑکی کو ساتھ لے کر یاک کا راستہ مغرب کی طرف کر دیا۔ یہاں ریت ملی مٹی کے بڑے بڑے تودے تھے۔ عنبر نے سفر تھوڑی دیر کے لیے ملتوی کر دینا ہی مناسب خیال کیا۔ اس نے لڑکی کو یاک سے اُتارا۔ اور دونوں یاک تودے کے پہلو میں چھپا کر باندھ دیئے اور خود زمین پر قالین کا چھوٹا سا ٹکڑا بچھا کر چھپ کر بیٹھ گئے اور پجاریوں کے جلوس کا انتظار کرنے لگے۔

ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ انہیں دُور سے ڈھول

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناشوں اور ڈگڈگیوں کی آوازیں سنائی دیں - یہ آوازیں قریب سے قریب تر آتی گئیں - پھر پجاریوں کا جلوس نمودار ہوا - انہوں نے زنگ برنگے لباس پہن رکھے تھے - سروں پر سفید سموری ٹوپیاں تھیں - ہاتھوں میں ڈگ ڈگیاں تھیں جنہیں وہ بار بار بجا رہے تھے - کچھ پجاری آگے آگے کانسی کے برتن میں سے کسی شے کا عرق چھڑکتے جاتے تھے - جلوس جب اُن کے قریب سے گزرا تو رقاصہ لڑکی نے ڈرتے ہوئے کہا -

"یہ وہی لوگ ہیں، جنہوں نے مجھے ترناکر اور اُس کے چھوٹے پجاری کے حکم سے مورتی کے اندر کوٹھڑی میں زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا - اگر یہ لوگ مجھے دیکھ لیتے تو ابھی میری تکا بوٹی کر دیتے"

"تمہیں رب عظیم کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اُس نے تمہاری جان بچا لی"

لڑکی نے سانس بھر کر کہا -

"لیکن میں ایک بار پھر اپنے دشمنوں کے درمیان جا رہی ہوں - کاش میرا کوئی بھائی یا باپ ہوتا جو مجھے کسی دوسرے ملک اپنے ساتھ لے جاتا"

عنبر نے کہا -

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم مجھے بھی اپنا بھائی اور باپ سمجھ سکتی ہو۔لیکن مصیبت یہ ہے کہ میں تمہیں اتنی جلدی اور اس وقت کسی دوسرے ملک میں نہیں لے جا سکتا۔"

میں ایک لمبا سفر طے کر کے تبت پہنچا ہوں۔میں اگر چاہوں بھی تو تمہیں اپنے ساتھ واپس نہیں لے جا سکتا۔اس لیے کہ میرا خود وطن کوئی نہیں۔اس دنیا میں تمہاری طرح سے میں بھی اکیلا ہوں۔میرا بھی کوئی نہیں ہے۔نہ ماں ہے نہ باپ ہے۔نہ کوئی بہن ہے۔نہ بھائی ہے۔میں تو جس ملک میں جاتا ہوں اُسی ملک کو اپنا سمجھ لیتا ہوں۔"

"میں بھی ایک خانہ بدوش لڑکی ہوں۔میرا بھی اس دنیا میں کوئی نہیں۔میں دنیا کے ہر ملک کو اپنا وطن سمجھ سکتی ہوں۔لیکن جس ملک میں پیدا ہوئی تھی اُس کو اپنا وطن نہیں سمجھ سکتی۔تبت میرا وطن ہے۔مگر اس وقت تبت ہی مجھے ہلاک کرنے کی فکر میں ہے اور میں اپنے ہی وطن میں چھپتی پھرتی ہوں۔"

"کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے بہن! اس کا غم نہیں کرنا چاہیئے۔میرا خیال ہے کہ فی الحال تبت شہر پہنچ کر تم میرے ساتھ سرائے میں رہنا۔میں راجہ سے مل کر تمہیں پیش کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ تم رتناکر کے خلاف سچی گواہی دے سکو اور اُسے اُس کے گناہوں کی سزا دلوا سکو۔اس کے بعد دیکھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیں گے کہ تمہیں کسی جگہ عزت آبرو کے ساتھ پہنچایا جائے۔"
رقاصہ لڑکی نے کہا۔

"میرے بھائی عنبر! تم میرے لیے ایک فرشتہ رحمت بن کر آئے ہو۔ اگر تم اس وقت میری مدد نہ کرتے تو خدا جانے اس وقت وہ ڈاکو پجاری مجھے کہاں سے کہاں لے جا چکے ہوتے۔"
عنبر نے کہا۔

"میری بہن! رب عظیم کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔ انسان وہی اچھا ہے جو کسی مصیبت سے ایک دم پریشان نہ ہو۔ بلکہ رب کی رضامندی کے ساتھ رضامند ہو جائے اور صبر شکر کے ساتھ مصیبت کا مقابلہ کرے۔ ایسا انسان مصیبت پر ضرور فتح حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن اگر انسان گھبرا جائے اور خدا کی ذات پر بھروسہ کرنا چھوڑ دے تو مصیبت اُسے زندہ نہیں چھوڑتی۔ ایک خوفناک بھوت بن کر اُس کے سر پر سوار ہو جاتی ہے اور اُسے ختم کر کے ہی دم لیتی ہے۔"

وہ باتیں کر رہے تھے اور پجاریوں کا جلوس دور نکل گیا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ جلوس کافی دور نکل گیا ہے اب ہمیں آگے نکل جانا چاہیئے۔"

"ٹھیک ہے۔ ہمارا راستہ بالکل صاف ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں یاکوں پر سوار ہوئے اور آگے چل پڑے ۔ اب انہیں شہر کے اونچے نیچے سفید دیواروں اور تکونی سنہری چھتوں والے مکان نظر آنا شروع ہوگئے تھے ۔ شہر کی دیوار جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی تھی اور کہیں کوئی ایسا دروازہ سلامت نہ تھا جہاں سپاہیوں کا پہرہ ہو۔ عنبر نے حیرانی سے لڑکی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"کیا اس شہر کی کوئی فصیل نہیں ؟ یہاں کوئی قلعہ نہیں ہے؟"

رقاصہ لڑکی نے کہا۔

"ہمارا راجہ ایک امن پسند راجہ ہے۔ وہ جنگوں پر یقین نہیں رکھتا ۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے نہ تو اپنے لئے کوئی قلعہ بنایا ہے اور نہ شہر کے گرداگرد کوئی مضبوط دیوار بنائی ہے۔"

عنبر نے کہا

"اس میں کوئی شک نہیں کہ تمہارا راجہ ایک نیک دل، رحم دل اور امن پسند راجہ ہے ۔ وہ کسی سے جنگ کرنا نہیں چاہتا ۔ لیکن کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ کوئی دوسری طاقت بھی اس پر حملہ کر سکتی ہے ؟ ہر کوئی تو امن پسند اور نیک دل نہیں ہوتا ۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسا ملک بھی ہو جس کا بادشاہ یہ تاک لگائے بیٹھا ہو کہ وہ تبت پر حملہ کر کے اسے لوٹ کر تباہ و برباد کر دے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رقاصہ لڑکی نے پوچھا۔
"کسی کو کیا پڑی ہے کہ تبت ایسے دور دراز ملک پر حملہ کرے۔ جبکہ یہاں سوائے برف کے پہاڑوں کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔"
عنبر نے مسکرا کر کہا۔
"شاید تمہیں معلوم نہیں۔ دوسرے ملکوں میں یہ بات بڑی مشہور ہے کہ تبت کے بڑے مندر کے نیچے ہیرے جواہرات اور سونے کا بہت بڑا خزانہ چھپا ہوا ہے۔ اس خزانے میں صدیوں سے بادشاہوں کے خزانے دفن چلے آ رہے ہیں۔"
رقاصہ نے حیرانی سے پوچھا۔
"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ ہم نے تو یہاں رہ کر کبھی کوئی ایسی بات نہیں سنی۔ اگر کسی پجاری کو بھی معلوم ہوتا تو وہ ضرور اس خزانے کو کھودنے کی کوشش کرتا۔ پھر بڑے پجاری کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ عورتوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح بیچ کر سونے کے سکے کمائے۔ وہ بڑی آسانی سے مورتی مندر کے خزانے پر ہاتھ صاف کر سکتا تھا۔"
"اس سے صاف ظاہر ہے کہ مورتی مندر کے بڑے پجاری رتناکر کو بھی معلوم نہیں کہ مندر کے نیچے ایک خاص جگہ پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سونے، ہیرے جواہرات کا ایک بے بہا خزانہ دفن پڑا ہے۔"

"پھر اس راز کا کس کو علم ہے؟"

عنبر نے ہنس کر کہا۔

"کیا تم یہ خزانہ تلاش کرنا چاہتی ہو؟"

لڑکی نے بے تابی سے خوش ہو کر کہا۔

"اگر ہم یہ خزانہ تلاش کر لیں تو اس میں ہرج ہی کیا ہے؟ کیا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے بادشاہوں کے خزانے میں سے تھوڑا سا حصہ ہم بھی حاصل کر لیں۔ آخر ہم نے بھی تو اتنی تکلیفیں اٹھائی ہیں؟ بھائی! یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس خزانے کا نقشہ ہے؟"

"خزانے کا نقشہ میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن سنا ہے کہ اس مندر کی مورتی کے اندر کسی بہت بڑے پتھر کے چبوترے کے نیچے یہ نقشہ موجود ہے۔

بہرحال ہمیں فی الحال خزانے سے زیادہ اس بات کی فکر ہونی چاہیئے۔ کہ تمہیں پجاریوں کی نظروں سے بچا کر کونسی سرائے میں رکھا جائے؟ کیا تمہارے خیال میں شہر کے باہر کوئی ایسی سرائے ہے؟"

عنبر رقاصہ لڑکی سے باتیں کر رہا تھا اور وہ خیال ہی خیال میں خزانے کی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔ جیسے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے خزانے کا نقشہ حاصل کر لیا تھا اور اب خزانے کا منہ کھول کر ہیرے جواہرات اور سونا سمیٹ رہی تھی۔
عنبر نے اُس کے کندھے کو جنجھوڑ کر کہا۔
"تم سُن رہی ہو میں کیا پوچھ رہا ہوں؟"
"کیا؟" رقاصہ نے چونک کر کہا۔ "کیا کہا تھا تم نے؟"
"میں نے یہ پوچھا تھا کہ شہر کے اندر یا باہر کوئی ایسی سرائے ہے جہاں ہم قیام کر سکیں اور ہم پر کوئی شک نہ کرے۔"
"میرا خیال ہے کہ شہر کے اندر ایک اجاڑی محلہ ہے جسے محلہ گنڈپ کہتے ہیں۔ وہاں چونکہ مُردوں کو جلانے اور دفن کرنے والے رہتے ہیں اس لئے وہاں بہت کم لوگ آتے ہیں۔ وہاں ایک سرائے ہے۔ جہاں ہم گمنامی میں رہ سکتے ہیں اور ہمیں کوئی نہیں زیادہ دیکھ سکے گا۔"
"ٹھیک ہے ہم اسی سرائے کی طرف جاتے ہیں۔ اس سرائے کا نام کیا ہے؟"
"میرا خیال ہے اس کا نام بھی مُردوں کی سرائے ہے۔"
عنبر ہنس پڑا۔
"کیا عجیب نام رکھا ہے اس سرائے کا۔ یوں لگتا ہے جیسے وہاں مُردے آکر ٹھہرتے ہیں۔ کیا وہاں کبھی کسی مُردے کی روح آئی ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کہتے ہیں ایک دفعہ ایک مُردہ عورت کی روح رات کو وہاں آ گئی تھی وہ سرائے کی کھڑکی کے ساتھ لگ کر آدھی رات کو برفباری میں کھڑی ہو گئی تھی اور رو رو کر سرائے کے مالک سے کہہ رہی تھی۔ مجھے سردی لگ رہی ہے۔ مجھے اندر سرائے میں آنے دو۔ مجھے سرائے میں کمرہ دو۔ پھر کہتے ہیں سرائے کا مالک باہر گیا تو اس روح کو دیکھ کر غش کھا کر گر پڑا اور پھر کبھی نہ اٹھا۔"

اچھا۔ اب اگر روح آئی تو میں تم سے اس کی ملاقات ضرور کروا دوں گا۔"

"ہائے میں مر گئی۔ میں کیوں اُس سے ملنے لگی بھلا۔"

"اچھا بھئی۔ میں اُس سے ملاقات کروں گا۔ میں روحوں سے نہیں ڈرتا۔ اور پھر ہم سب کو ایک نہ ایک دن روح بن جانا ہے۔ بھلا اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے؟ کیا ہم سب کی سب روحیں نہیں ہیں؟ یہ روح ہی تو ہے جو ہمارے اندر بولتی ہے۔ سوچتی ہے۔ ہمیں آنے والے واقعات سے باخبر کرتی ہے اور اچھی اچھی باتیں سمجھاتی ہے۔ اگر یہ روح نہ ہو تو ہم ایک دم مُردہ ہو جائیں۔ پھر جب ہمارا جسم مُردہ ہو کر زمین کے اندر چلا جائے گا تو روح آزاد ہو کر آسمانوں پر چلی جائیگی۔ پھر روح سے ڈرنے کی کیا بات ہے؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بھائی! تم چاہے جو کچھ کہو مگر مجھے روحوں سے بڑا ڈر لگتا ہے۔"

"کیا تمہیں کسی روح سے ملاؤں؟"

"ہائے۔ میں نہیں ملتی کسی روح سے؟"

"مجھے تو ڈر نہیں لگتا۔ میں تو کئی بار کئی روحوں سے ملاقات کر چکا ہوں۔ ابھی میرے سفر کے دوران ہی ایک جنگل میں مجھے ایک روح ملی تھی۔ اُس کے سر پر بڑے بڑے سینگ تھے اور اُس کے دانتوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ وہ کسی چڑیل کی روح تھی۔ دگرنہ نیک لوگوں کی روحیں کبھی زمین پر آکر اس طرح لوگوں کو تنگ نہیں کرتیں۔ وہ تو ہمیشہ جنت میں نہروں کے کنارے پھولوں بھرے باغوں میں سیر کرتی پھرتی ہیں۔"

ریحانہ لڑکی نے ڈر کر پوچھا۔

"پھر کیا ہوا؟"

"پھر!" — پھر یوں ہوا کہ میں نے روح کو للکار کر پوچھا کہ وہ کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتی ہے؟ روح نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔ اُس کے دانتوں سے خون کے قطرے گرنے لگے۔ اُس کی آنکھوں سے چنگاریاں چھوٹنے لگیں۔ اُس نے کہا۔ میں اس جنگل کی سب سے خوفناک اور ملکہ چڑیل کی روح ہوں۔ میں ہر روز ایک آدمی کھاتی ہوں۔ آج صبح سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں کسی آدمی کی تلاش میں بھٹک رہی ہوں۔ مجھے کوئی آدمی نہیں ملا اور بھوک سے میری جان نکلی جا رہی ہے۔اس لئے میں تمہیں کھانے کے لیے یہاں آئی ہوں"۔

"ہائے میں مرگئی۔ پھر کیا ہوا بھائی؟"

"پھر یوں ہوا کہ چڑیل نے اپنے تیز ناخنوں والے پنجے اوپر اُٹھائے اور میرے سر کے اوپر آکر گدھ کی طرح منڈلانے لگی۔ وہ مجھ پر حملہ کرنے کے لیے پر تول رہی تھی۔میں بھی پہلے تو گھبرا سا گیا۔پھر میں نے اپنے رب عظیم کا نام لیکر پکارا اور دل میں کہا کہ میں نیک بندہ ہوں۔ اور چڑیلیں اور بُری روحیں نیک بندوں کا کبھی کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔بلکہ اُن سے ڈر کر اور کنّی کترا کر بھاگ جایا کرتی ہیں۔ چنانچہ میں نے رب کا نام پانچ بار لے کر چڑیل کی طرف زور سے پھونک ماری۔ میری پھونک کا منہ سے نکلنا تھا کہ چڑیل کے پروں میں آگ لگ گئی اور وہ چیختی چلاتی، شور مچاتی ہائے میں مر گئی ہائے میں مرگئی کا واویلا مچاتی آسمان میں غائب ہو گئی"۔

رقاصہ لڑکی نے سہم کر کہا۔

"ہائے۔ رب عظیم نے میرے بھائی کو بچا لیا"

"میری اچھی بہن! رب عظیم اپنے نیک بندوں کو بچا لیا کرتا ہے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسی طرح باتیں کرتے کرتے وہ ایک سرائے کے قریب سے گذرے تو لڑکی نے کہا۔

"یہی ہے وہ مردوں کی سرائے"

عنبر وہاں رُک گیا۔ سواری اُس نے ایک طرف باندھی اور خود لڑکی کو ساتھ لے کر سرائے کے موٹے تازے اور گنجے مالک کے پاس جاکر کھڑا ہوگیا۔ اُس نے اسے بتایا کہ وہ ایک حکیم ہے اور اپنی بیوی کے ساتھ تبت میں تجارت کی غرض سے آیا ہے اور سرائے میں کچھ روز قیام کرنا چاہتا ہے۔ گنجے مالک اپنے گول گول لال لال ڈیلے گھما کر انہیں سر سے پاؤں تک دیکھنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تبّت کا دربار

سرائے کے مالک نے عنبر کو رہنے کے لیے ایک کوٹھڑی دے دی۔

عنبر صبح کے وقت سرائے میں رقاصہ کو بند کر کے باہر نکل جاتا اور شہر کی آوارہ گردی شروع کر دیتا۔ وہ اُس شہر کے ماحول کو اچھی طرح دیکھنا چاہتا تھا۔ اُس نے محسوس کیا کہ وہاں کے لوگ بڑے سیدھے اور بھولے بھالے ہیں۔ ایک دوسرے سے زیادہ سروکار نہیں رکھتے۔ ہر شخص اپنا اپنا کام بڑی محنت اور لگن سے کرتا ہے اور دوسرے کے کام میں دخل نہیں دیتا۔ شہر کے مکان بڑے سیدھے اور سادہ تھے۔ مندروں میں شام کو عبادت ہوتی تھی۔ اُس نے ایک بار بڑے مورتی مندر کو بھی دیکھا۔ وہ اُس جگہ بھی گیا۔ جہاں بڑی مورتی کا بُت تھا اور جس کے اندر ایک چبوترے کے نیچے مندر کے خزانے کا نقشہ دفن تھا۔ یہاں اُس نے ایک پھانسی بنی ہوئی دیکھی۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ مندر کی ایک چھوٹی دیوداسی کو پورے چاند کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات کو پھانسی دی جائے گی۔ واپسی پر اُس نے رقاصہ کو بتایا تو وہ بولی۔

"ہو نہ ہو یہ وہی دیوداسی ہے جس نے میری جان بچائی تھی۔"

"تو کیا وہ اصلی دیوداسی نہیں تھی؟"

"اگر وہ اصلی دیوداسی ہوتی تو مورتی کے اندر داخل ہوتے ہی مورتی پھٹ جاتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔ اُس نے مورتی کے اندر آ کر مجھے وہاں سے نکالا تھا اور مورتی صحیح سالم اپنی جگہ پر کھڑی رہی تھی۔ منزدر رتناکر نے اُس کے خلاف سازش کر کے ثابت کر دیا ہوگا کہ وہ نقلی دیوداسی ہے اور راجہ نے اُسے پھانسی کی سزا کا حکم سنا دیا ہوگا۔ بھائی! کیا ہم کسی طرح اُسے بچا نہیں سکتے؟ وہ بڑی اچھی عورت ہے اُس نے اپنی جان کی قربانی دے کر مجھے بچایا تھا۔"

عنبر نے کہا۔

"یہ تو ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہم خود ایک سرائے میں پڑے ہیں اُس کی جان کیسے بچا سکتے ہیں؟"

انہیں سرائے میں آئے تیسرا روز تھا کہ ایک دن شہر میں ہر طرف ماتم ہونے لگا۔ گھروں کے اوپر کالے جھنڈے لہرانے لگے۔ لوگ روتے ہوئے اپنے گھروں سے باہر نکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئے۔ سرائے کے مالک نے بتایا کہ تبت کا راجہ اچانک مرگیا ہے۔ عنبر نے پوچھا۔

"کیا وہ بیمار تھا؟"

"نہیں۔ بس کھانا کھاتے کھاتے لقمہ اُس کے حلق میں پھنس گیا اور مرگیا۔ بڑا نیک راجہ تھا۔ دیوتا اُس کی روح کو بخش دیں گے۔"

عنبر نے رقاصہ سے کہا۔

"مجھے سو فیصد یقین ہے کہ راجہ مرا نہیں۔ اُسے سکتہ ہو گیا ہے اور یہ بھولے بھالے لوگ اُسے مُردہ سمجھ کر زمین کے اندر دفن کر رہے ہیں۔"

عنبر نے سرائے کے مالک سے پوچھا۔

"راجہ کا محل کہاں ہے؟"

"کیوں۔ تم وہاں جاکر کیا کرو گے؟"

"تم مجھے بتاؤ محل کا راستہ کدھر کو ہے؟"

سرائے کے مالک نے اُسے محل کا راستہ بتایا۔ عنبر نے رقاصہ لڑکی کو سرائے کی کوٹھڑی میں رہنے کی ہدایت کی اور خود گھوڑے پر سوار ہو کر بڑی تیزی کے ساتھ محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ محل کے اردگرد زبردست پہرہ تھا اور سپاہی بھی راجہ کے سوگ میں سر جھکائے اُداس کھڑے تھے۔ عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے سوچا کہ وہ کونسی ایسی ترکیب کرے کہ کسی طرح رانی کے پاس پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ مرد اُسے محل کے اندر نہیں گھسنے دیں گے۔ اُس نے دُور ہی سے رونا اور چلانا شروع کر دیا قریب جا کر سپاہیوں نے اُس کی طرف دیکھا تو وہ روتے ہوئے بولا۔

"میں رانی کا بھائی ہوں۔ ملک شام سے آ رہا ہوں۔ مجھے میری غم زدہ بہن کے پاس لے چلو۔ ہائے مجھے میری غم زدہ بہن کے پاس لے چلو۔"

عنبر نے کچھ اس طرح اداکاری کر کے شور مچایا کہ سپاہی گھبرا گئے اور ایک سپاہی نے کہا۔

"رانی کے بھائی کو اس کی غم زدہ بہن کے پاس پہنچا دو۔ بے چارا یہیں رو رو کر دم توڑ دے گا۔"

عنبر نے زمین پر لوٹنا شروع کر دیا تھا۔ سپاہیوں نے جلدی سے عنبر کو اٹھایا اور اُسے ساتھ لے کر محل کے دوسرے دروازے سے اُس بارہ دری کی طرف آ گئے جہاں مہارانی اپنی رشتہ دار عورتوں اور کنیزوں کے ساتھ سیاہ لباس پہنے، بال بکھرائے اپنے خاوند کے سوگ میں رو رہی تھی۔ سپاہی عنبر کو دروازے پر چھوڑ کر چلے گئے۔ عنبر آہستہ آہستہ بارہ دری کے پیچھے والے صحن میں آ گیا۔ اب وہ ایک ستون کے پیچھے ہو کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انتظار کرنے لگا کہ رانی ذرا اکیلی ہو تو وہ اُس سے جاکر بات کرے۔
تھوڑی دیر بعد عورتیں ایک ایک کرکے اٹھتی چلی گئیں۔ اب وہاں رانی اور کچھ کنیزیں ہی رہ گئیں تھیں۔ عنبر نے یہ موقع غنیمت جانا اور لپک کر مہارانی کے سامنے آکر بولا۔
"مہارانی! میری گستاخی کو معاف کر دینا۔ لیکن معاملہ اتنا نازک تھا کہ مجھے آپ کے پاس آنا ہی پڑا۔"
مہارانی نے اپنی سوگوار پلکیں اٹھا کر تعجب سے عنبر کی طرف دیکھا۔
"کون ہو تم؟ تمہیں یہاں آنے کی جرأت کیسے ہوئی؟"
کنیزیں بھی پریشان ہو کر گھبرا گئیں اور وہ شور مچانے ہی لگی تھیں کہ عنبر نے صاف اور کھلے لفظوں میں کہہ دیا۔
"مہارانی! میرا خیال ہے کہ راجہ مرا نہیں زندہ ہے۔"
یہ جملہ گویا بجلی بن کر مہارانی پر گرا۔ وہ اب سارا کچھ بھول گئی کہ یہ کس سے بات کر رہی ہے۔ اُس نے جلدی سے پوچھا۔
"یہ تم کس طرح کہہ رہے ہو؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"
"مہارانی صاحبہ! مجھے ایک بار راجہ کی لاش کے پاس لے جائیں میں اس کے بعد کوئی یقینی فیصلہ کر سکوں گا۔ جلد کریں۔ زیادہ دیر نہیں ہونی چاہیئے۔"
مہارانی اُسی وقت اٹھی اور عنبر کو ساتھ لے کر ساتھ والے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کمرے میں آ گئی۔ یہاں ایک چبوترے پر راجہ کی لاش پڑی تھی۔ اُس کا سارا جسم سفید چادر میں ڈھکا ہوا تھا۔ صرف چہرہ کھلا تھا۔ ارد گرد درباری اور پجاری اداس چہرے لیے بیٹھے تھے۔ مہارانی سیدھی عنبر کو راجے کے لاش کے پاس لے گئی سارے درباری یہ سمجھے کہ شاید راجہ کا کوئی قریبی رشتے دار دُور سے آیا ہے۔ انہوں نے سر اُٹھا کر دیکھنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔ عنبر نے جھک کر راجے کی آنکھوں کو کھول کر دیکھا۔ اب اُس کے اندر کا ماہر حکیم بیدار ہو گیا تھا۔ عنبر نے محسوس کیا کہ راجے کی آنکھوں میں وہ سفیدی نہیں آئی تھی جو عام طور پر ایک مردہ آدمی کی آنکھوں میں آ جاتی ہے۔ اُس نے رانی سے کہا۔

"مہارانی جلدی سے مجھے ایک نشتر یا خنجر لا کر دیا جائے۔"

مہارانی نے ایک لمحے کے لیے عنبر کی طرف دیکھا۔

"خنجر! وہ کس لئے؟"

عنبر نے کہا۔

"دیر نہ کریں مہارانی صاحبہ! فوراً مجھے ایک خنجر کہیں سے منگوا دیں۔"

مہارانی نے اُسی وقت ایک سپاہی کو بلوایا اور اُس سے خنجر لے کر عنبر کے حوالے کر دیا۔ اب تو سارے درباری بھی چوکنے ہو گئے کہ یہ کون آدمی ہے جو راجہ کی لاش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پاس خنجر لے کر بیٹھ گیا ہے اور یہ کیا کرنے لگا ہے!
وہ اٹھ کر لاش کے اردگرد جمع ہو گئے۔ عنبر نے راجہ کا
ایک بازو ننگا کیا اور کلائی پر خنجر کی نوک زور سے چبھو دی۔
راجہ نے کوئی حرکت نہ کی۔ مگر اُس کی کلائی سے خون جاری
ہو گیا۔ عنبر نے راجہ کے دل پر دونوں ہاتھوں سے مالش شروع
کر دی۔ مالش کے ساتھ ساتھ کلائی سے خون زیادہ بہنے لگا۔
تھوڑی دیر کے بعد ایسا ہوا کہ راجہ نے اپنا ہاتھ ذرا سا ہلایا۔
درباری ششدر ہو کر رہ گئے۔ عنبر برابر مالش کرتا رہا۔ جب
خون کافی بہہ گیا تو عنبر نے کلائی پر پٹی کس کر باندھ دی اور راجہ
کے سینے پر دباؤ ڈال کر اندر پھیپھڑوں میں رُکی ہوئی ہوا کو باہر
خارج کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ دو چار مرتبہ پھیپھڑوں کو دبانے
سے اندر کی ہوا سانس بن کر منہ سے باہر نکل گئی اور اس کے
ساتھ ہی راجہ نے سانس لینا شروع کر دیا۔ مہارانی تو خوشی
سے پاگل ہو گئی۔

عنبر سینے کو بار بار آہستہ آہستہ دباتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد راجہ
نے آہستہ سے آنکھیں کھول کر اردگرد دیکھا اور کمزور سی
آواز میں کہا۔

"کیا ہوا ہے؟"

عنبر نے راجہ کے کان میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آپ کو نیند آگئی تھی مہاراج! آپ آرام کریں۔"

راجہ سو گیا۔ اُس کا سانس باقاعدہ چل رہا تھا اور چہرے پر خون کی گردش سے رونق آگئی تھی۔ جس راجہ کو وہ لوگ مردہ سمجھ رہے تھے وہ دراصل زندہ تھا۔ اُسے سکتہ ہو گیا تھا۔ اگر کچھ دیر اور اس کی فصد کھول کر خون باہر نہ نکالا جاتا تو وہ یقیناً مر جاتا۔ رانی نے عنبر کے آگے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"اے مقدس دیوتا! تم رحمت بن کر میرے محل میں آئے ہو۔ تم نے میرے راجہ کو پھر سے زندہ کر کے مجھ پر ایک ایسا احسان کیا ہے جسے میں ساری زندگی کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔"

"مہارانی صاحبہ! میں نے ایک حکیم ہونے کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ ہاں اگر میں کچھ دیر اور یہاں نہ آتا تو پھر آپ کے راجہ ضرور اس جہان سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتے۔"

اس کے بعد عنبر نے محل سے کستوری اور زعفران منگوا کر انہیں پانی میں ملایا اور اُس کے قطرے راجہ کے حلق میں ٹپکانے شروع کر دیئے۔ کستوری اور زعفران کی گرمی نے راجہ کے ٹھنڈے جسم میں زندگی کی بھرپور طاقت دوڑا دی اور وہ بیدار ہو گیا۔ جب اُسے بتایا گیا کہ وہ مر گیا تھا اور سارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

درباری اُس کو قبر میں اُتارنے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ یہ شخص اچانک نمودار ہوا اور اِس نے اُسے پھر زندہ کر دیا، تو راجہ نے احسان مند نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر پیار سے اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

"تم - آج سے میرے بھائی ہو۔"

دو دن کے بعد راجہ پھر سے بھلا چنگا ہو گیا۔ ابھی تک عنبر اور رقاصہ لڑکی سرائے میں ہی تھے۔ عنبر نے ساری بات رقاصہ کو آکر بتا دی اور کہا کہ راجہ چاہتا ہے کہ میں اُس کے محل میں آکر رہوں۔

"لیکن تم میرے ساتھ کیونکر جا سکو گی؟ کیونکہ راجہ تمہیں فوراً پہچان لے گا۔ یہ مذہبی معاملہ ہے۔ ہو سکتا ہے راجہ میری سفارش بھی قبول نہ کرے کیونکہ ملک کے سارے لوگوں کو معلوم ہے کہ تمہیں دیوتاؤں کے آگے قربانی کے لیے چُنا گیا تھا۔"

رقاصہ لڑکی نے سوچ کر کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو عنبر! راجہ میرے معاملے میں مجبور ہو گا۔"

"میرا خیال ہے کہ تم ابھی اپنی ماں کی خالہ کے پاس گاؤں چلی جاؤ جب تک میرے ہاتھ دربار میں مضبوط ہو جائیں گے تو میں تمہیں واپس بلوا کر رتناکر کے خلاف شہادت دلواؤں گا اور تمہیں معافی دلوا کر رتناکر کو اُس کے گناہوں کی سزا دلاؤں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رقاصہ کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی۔ اُس نے گاؤں اپنی رشتہ دار عورت کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اگلے روز عنبر رقاصہ لڑکی کو لے کر منہ اندھیرے اُس کے گاؤں کی طرف چل پڑا۔ مہارانی اور راجہ کو اُس نے یہ کہا کہ وہ صحرا اور پہاڑوں میں ایک خاص بوٹی تلاش کرنے جا رہا ہے۔ رقاصہ کے گاؤں پہنچ کر اُس نے اُسے اس کی خالہ کے حوالے کیا اور خود اُسی روز رات کو واپس نبتت کی طرف روانہ ہو گیا۔

صبح صبح وہ شاہی محل میں پہنچ گیا۔

عنبر اب شاہی محل میں رہنے لگا تھا۔ اُس نے رتناکر کو اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔ رتناکر عنبر سے حسد کرنے لگا تھا۔ کیونکہ راجہ عنبر کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتا تھا۔ لیکن عنبر کو رتناکر کی ذرا بھر بھی پروا نہیں تھی۔ اُسی روز گاؤں سے واپسی پر اُسے پتہ چلا کہ ایک دن بعد پورے چاند کی رات کو مورتی مندر میں نقلی دیوداسی کو پھانسی دی جانے والی ہے۔ عنبر نے سوچا کہ یہ نقلی دیوداسی کون ہو سکتی ہے۔ ضرور یہ کوئی بڑی چالاک عورت ہوگی جو مقدس دیوداسی کا روپ بھر کر ان لوگوں کو دھوکہ دیتی رہی۔ مگر وہ اس خیال کو بھول گیا اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ پھانسی سے ایک روز پہلے وہ راجہ کے حکم سے قید خانے میں دروغہ جیل کو سرکار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی دوائی دینے گیا تو ایک کوٹھڑی کے قریب سے گزرتے ہوئے اچانک اس کی نظر تھائیس پر پڑی۔ وہ غم زدہ چہرہ لیے دیوار کے ساتھ لگی بیٹھی تھی۔ عنبر کے قدم جیسے وہیں کے وہیں رُک گئے۔ تھائیس نے بھی عنبر کو دیکھ لیا اور خوشی سے چیخنے ہی والی تھی کہ عنبر نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کو کہا اور قریب آکر سرگوشی کی۔

"کیا تم ہی نقلی دیوداسی ہو؟"

"ہاں"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مورتی زندہ ہو گئی

عنبر تو جیل خانے کے اندر تھائیس کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ اُس کے وہم و گمان میں یہ بات نہیں تھی کہ وہ تبت پہنچے گا تو آگے قید خانے میں تھائیس پھانسی کا انتظار کر رہی ہوگی۔ اُس نے تھائیس کو اپنی بہن کہا تھا اور وہ یہ ہرگز گوارا نہ کر سکتا تھا۔ کہ اُس کی آنکھوں کے سامنے اُس کی بہن کو پھانسی پر چڑھا دیا جائے۔ مگر یہاں صورت حال بڑی نازک تھی۔ تھائیس کو پھانسی دینا۔ راجہ کا مذہبی فرض تھا اور راجہ اپنے مذہبی فرض سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔ اُس نے تھائیس کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور داروغہ جیل کو دوا پلانے کے بعد واپس آ کر سوچنے لگا تھا تھائیس کو کیسے بچایا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ عنبر کا راجہ پر بڑا احسان تھا۔ اُس نے راجہ کو پھر سے زندگی بخشی تھی۔ اگر وہ نہ ہوتا تو لوگ راجہ کو زمین کے اندر دفن کر چکے ہوتے۔ مگر یہ معاملہ مذہب کا تھا۔ تھائیس نے مقدس دیوداسی کا جھوٹا بہروپ بھر کر اُن کے مذہب کی توہین کی تھی۔ وہ اُسے کسی طرح سے بھی عوام کے انتقام سے نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بچا سکتا تھا۔ یہ فیصلہ راجہ ہی کا نہیں بلکہ پوری قوم کا تھا کہ تھائیس کو اس بھیانک جُرم کی سزا دی جائے اور اُسے مورتی مندر میں پھانسی پر چڑھا دیا جائے۔

تھائیس کو پھانسی ملنے میں صرف ایک دن باقی تھا۔ اُسے تھائیس کو بچانے کے لیے جو کچھ بھی کرنا تھا بس ایک ہی دن میں کرنا تھا۔ عنبر ساری رات سوچتا رہا مگر اُس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ وہ کس طرح اُسے بچائے۔ وہ سو گیا۔ صبح اٹھا تو وہ تھکا ہوا تھا اور اُس کا ذہن ابھی تک تھائیس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جوں جوں وقت قریب آرہا تھا اُس کی پریشانی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ وہ تھائیس کو قید سے بچا کر وہاں سے بھگا بھی نہیں سکتا تھا۔ آخر وہ اُسے کہاں اکیلی بھگائے؟ نیپت اتنی دُور دراز کا ملک تھا کہ تھائیس اگر اکیلی وہاں سے چلے تو کبھی بھی زندہ سلامت کسی دوسرے ملک میں نہیں پہنچ سکتی تھی۔ آخر اُس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ تھائیس کو اصلی دیوداسی ثابت کر کے اُسے پھر سے دیوداسی بنا کر مندر میں بحال کریگا۔ اُس مقصد کے لیے اُسے دیوی بلیبلیس کی روح کی مدد کی بڑی ضرورت تھی۔ اُس نے اُسی وقت اپنے کمرے میں جا کر دروازے اندر سے بند کئے اور دیوی بلیبلیس کی روح کو آواز دی۔

پانچویں بار پکارنے پر دیوی بلیبلیس کی روح سامنے آگئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ اپنی عادت کے مطابق مسکرا رہی تھی۔ اُس نے آتے ہی عنبر سے پوچھا۔

"عنبر! اب تم پر کیا آفت آن پڑی ہے جو تم نے مجھے اتنی دُور آسمانوں کے ایک گوشے سے بلایا؟ کیا پھر کسی کو یہاں سے اٹھا کر دوسرے مُلک میں پہنچانا ہے؟"

عنبر نے دیوی بلیطیس کو تھائیس کے بارے میں ساری کہانی سُنا ڈالی اور کہا۔

"تھائیس اس معاملے میں بےگناہ ہے۔ اس میں اُس کا صرف اتنا ہی قصور ہے کہ اُس کی شکل دیوداسی سے ملتی تھی اور بڑے پجاری نے اُسے دیوداسی بنا کر مندر میں بٹھا دیا۔ اب جب اُسے معلوم ہوا کہ تھائیس نے صرف انسانی ہمدردی کی خاطر ایک بےگناہ عورت کو وہاں سے فرار ہونے میں مدد دی ہے تو وہ اُس کا دشمن ہو گیا اور اُس نے ثابت کر دیا کہ دیوداسی اصلی نہیں ہے بلکہ نقلی ہے۔ اگر تھائیس ایک مظلوم عورت سے ہمدردی نہ کرتی تو کبھی پھانسی کے تختے پر نہ پہنچتی۔ اب ایک عورت ہوتے ہوئے تمہارا فرض ہے کہ تھائیس کی مدد کرو۔ اور ثابت کر دو ان لوگوں پر کہ تھائیس ہی اصلی دیوداسی ہے"

بلیطیس کی روح مسکرائی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم نے بڑی ہوشیاری سے مجھے میرے فرض میں جکڑ دیا ہے۔ بہرحال میں تمہاری مدد کروں گی۔ اس لیے کہ اُس نے ایک مظلوم عورت کی مدد کی تھی۔"

عنبر نے کہا

"تمہیں صرف اتنا کرنا ہے کہ مورتی مندر میں سے آواز دے کر لوگوں اور راجہ پر یہ ظاہر....."

دیوی بلیبلیس کی روح نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"مجھے سمجھانے کی کوشش نہ کرو۔ مجھے سب معلوم ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے۔"

"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ تمہیں سب معلوم ہے۔ تمہاری کو آج رات پھانسی ملنے والی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ٹھیک اُس وقت جبکہ مورتی مندر میں تمہاری کو پھانسی کے تختے کی طرف لے جایا جا رہا ہو تم ان لوگوں پر ثابت کر دو کہ تمہاری ہی اصلی دیوداسی ہے۔ بس — اس کے بعد ہر بات اپنے آپ ٹھیک ہو جائے گی۔"

"بہت اچھا۔ اب رات کو مورتی مندر میں ملاقات ہوگی۔"

دیوی بلیبلیس کی روح جانے ہی والی تھی کہ عنبر نے اُسے روک کر کہا۔

"کیا اس کا اثر اصلی دیوی کی روح پر تو نہیں پڑے گا؟ کہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ پھر سے انتقام لینے کی کوشش تو نہیں کرے گی ؟"

"ایسا کبھی نہیں ہوگا - اصلی دیوداسی کی روح یہاں سے کروڑوں نوری سالوں کے فاصلے پر ہے - اُس کو کچھ خبر نہیں ہے یہ سارے ڈھکوسلے پجاریوں نے خود بنا رکھے ہیں "

اتنا کہہ کر بلیطبس کی روح مسکراتی ہوئی غائب ہو گئی -

اب سب سے پہلا کام عنبر نے یہ کیا کہ راجہ سے کہا کہ وہ اُس عورت سے ملنا چاہتا ہے جس کو آج رات مندر میں پھانسی دی جانے والی ہے - راجہ نے پوچھا -

"اے ہمارے دوست ! آپ اُس مجرم عورت سے کیوں ملنا چاہتے ہیں ؟"

عنبر نے کہا -

"ایک حکیم کی حیثیت سے میری خواہش ہے کہ میں یہ معلوم کروں کہ ایک ایسی عورت کے جسم پر اور دل و دماغ پر کیا گزر رہی ہوتی ہے جسے معلوم ہو کہ ایک پہر کے بعد اُسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا"

راجہ کے ذہن میں یہ بات آ گئی - اُس نے کہا -

"اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو میری طرف سے اجازت ہے"

راجہ سے اجازت لے کر عنبر بڑی تیزی سے سیدھا جیل خانے میں تھائیس کی کوٹھڑی میں پہنچ گیا - اُس نے تھائیس کو ساری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بات سمجھا دی اور کہا کہ وہ فکر نہ کرے۔ دیوی بلیطیس کی روح نے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ عین وقت پر ظاہر ہو کر اُسے موت سے بچا لے گی اور اُسے اس کا کھویا ہوا وقار پھر سے دلا دیگی۔ تھائیس نے کانپتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ نہ آئی تو پھر کیا ہوگا عنبر بھائی؟ یہ لوگ تو مجھے ہرگز ہرگز زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ پجاری رتناکر تو میری جان کا دشمن بنا بیٹھا ہے۔ وہ تو پھانسی کے وقت خاص طور پر وہاں موجود ہوگا۔"

"تم گھبراؤ نہیں تھائیس! دیوی بلیطیس نے کبھی مجھ سے جھوٹا وعدہ نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ اپنے وعدے کے مطابق پہنچ جاتی ہے اور میری مدد کرتی رہی ہے۔ ساری زندگی میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ہے کہ اُس نے وعدہ کیا ہو اور وقت پر نہ پہنچی ہو۔"

"تم سچ کہہ رہے ہو ناں عنبر؟"

"ہاں ہاں۔ تو کیا جھوٹ بول رہا ہوں۔ تو بالکل فکر نہ کرو۔ اور پھر دیوی بلیطیس کے لیے یہ کام کوئی مشکل کام نہیں ہے اُس نے تو اس سے بھی بڑھ کر مشکل وقت میں میری مدد کی ہے۔ بہرحال تم ان باتوں کو اس وقت نہیں سمجھ سکتیں اس لئے کہ تمہارے دماغ پر موت کا خوف سوار ہے۔ آج رات تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ بلیطیس کی روح تمہاری کس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرح مدد کرتی ہے۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ وہاں ایک لمحے کے لیے بھی مجھ سے بات نہ کرنا۔ وہاں کسی پر یہ ظاہر نہ ہو کہ تم مجھے جانتی ہو۔"

"اچھا عنبر بھائی۔ میں کوئی بات نہیں کروں گی۔"

عنبر جیل خانے سے نکل کر واپس محل میں آ گیا۔

رات ہو گئی۔ لوگوں کا ایک ہجوم مورتی مندر کے اندر اور باہر جمع ہو گیا۔ یہ سب لوگ نقلی دیوداسی کو پھانسی پر لٹکتے دیکھنے آئے تھے۔ وہ اس کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ مورتی کے بت کے آگے پھانسی بنی ہوئی تھی۔ تھائیس کو رسیوں سے جکڑ کر ایک لکڑی کے پنجرے میں جانور کی طرح بند کیا گیا تھا۔ بڑا پجاری زرناکر لمبا سرخ چغہ پہنے، دوسرے پجاریوں کے ساتھ بڑی شان سے وہاں کھڑا منتر پڑھ رہا تھا۔ اور لوبان سلگا رہا تھا۔ راجہ اور مہارانی بھی قریب ہی تخت پر بیٹھے تھے۔ جلاد پھانسی کے تختے پر تیار کھڑا تھا۔ عنبر بھی راجہ کے قریب ہی کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل دیوی بلیلیس کی روح کو یاد کر رہا تھا۔

بڑے پجاری زرناکر نے پنجرے میں بند تھائیس پر ایک نفرت اور غصے کی نگاہ ڈالی اور بلند آواز میں کہا۔

"تم نے ہماری مقدس دیوداسی کی نقل کر کے ہمارے مذہب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی توہین کی ہے۔ تو نے ہمارے عوام اور ہمارے راجہ کو دھوکا دیا ہے۔ تم نے ہماری مقدس دیوداسی کی روح کو دھوکا دیا ہے۔ اس جرم کو ہم کبھی معاف نہیں کر سکتے تمہیں اس جرم کی سزا میں آج ہزاروں لوگوں راجہ، پجاریوں اور اصلی دیوی کی مقدس روح کے سامنے پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا جائے گا۔"

اس نے راجہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مہاراج ادھیراج! حکم دیجئے کہ اس دھوکے باز عورت کو اس کے فریب اور دھوکہ بازی کا مزہ چکھایا جائے۔"

راجہ نے ہاتھ کھڑا کرکے اشارہ کر دیا۔ اس کے اشارے کے ساتھ ہی دو سپاہیوں نے آگے بڑھ کر لکڑی کے پنجرے کا دروازہ کھول دیا اور رسی کو زور سے کھینچ دیا۔ رسی کے جھٹکے کے ساتھ ہی بے چاری تھائیں پنجرے سے نکل کر باہر فرش پر گر پڑی۔ اور رونے لگی۔ لوگ قہقہے مارنے لگے۔ عنبر کو اپنی بہن کی یہ حالت دیکھ کر بے حد صدمہ ہوا مگر وہ اس وقت سوائے خاموش رہنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ سپاہی تھائیں کو فرش پر گھسیٹتے ہوئے پھانسی کے تختے پر لے گئے۔ پجاری ترناکر نے ہاتھ بلند کرکے کہا۔

"اس مکار عورت کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے تاکہ اصلی دیوداسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی روح ہم سے خوش ہو اور ہمارے کھیتوں میں اناج اگائے۔ ہمارے دریاؤں میں پانی دے اور ہمارے بچوں کو زندہ رکھے اور ہمارے راجہ اور مہارانی کو لمبی عمر دے۔"

لوگوں نے ایک ساتھ مل کر تھائیس کے خلاف نعرے لگائے۔ جلاد نے تھائیس کو بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور اُس کی گردن میں پھانسی کا پھندا ڈال دیا۔ عنبر نے دیکھا کہ تھائیس بڑی ہی بے بسی کے عالم میں اُس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جیسے پوچھ رہی ہو کہ دیوی بلیطیس کی روح کہاں ہے؟ کیا وہ اُس وقت مدد کو آئے گی جب لوگ اُسے پھانسی دے چکے ہوں گے اور اُس کی لاش موٹے رسّے کے ساتھ لٹک رہی ہوگی؟ عنبر خود بڑا پریشان تھا کیونکہ دیوی بلیطیس کی روح کے آنے کا وقت ہو گیا تھا اور وہ ابھی تک نہیں آئی تھی۔ اُس نے سوچا کہ اگر دیوی بلیطیس نے آنے میں ایک پل کی دیر کر دی تو یہ لوگ تو اُس کی بہن کو پھانسی دے دیں گے۔ وہ بے چینی سے پہلو بدلنے لگا۔ راجہ نے اُسے بے چین دیکھ کر پوچھا۔

"کیا ہمارا دوست! ایک عورت کو پھانسی دینے کا منظر برداشت نہیں کر سکتا؟"

عنبر نے یونہی مسکرا کر کہا۔

"ایسا نہیں ہے مہاراج۔ ایسا نہیں ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن حقیقت یہ تھی کہ عنبر واقعی گھبرایا ہوا تھا۔ اُدھر جلّاد نے تھائیس کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈال دیا تھا اور وہ راجہ کے حکم کا منتظر تھا۔ بڑے پجاری رتناکر نے راجہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مہاراج! اپنے خادم کو اجازت دیجیئے کہ وہ دغاباز دیوداسی کو موت کے گھاٹ اتار کر اصلی دیوداسی کی روح کو خوش کرے۔"

مہاراج اپنی جگہ سے اٹھے اور انہوں نے کہا۔

"اجازت ہے۔"

مہاراج کے منہ سے ان لفظوں کا نکلنا تھا کہ اچانک وہاں بھونچال سا آگیا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور مورتی کا پتھر کا ایک بازو اپنے آپ اٹھا اور اس نے پھانسی کے تختے پر سے تھائیس کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا اور دوسرے ہاتھ سے جلّاد کو اٹھا کر اس زور سے فرش پر پٹخ دیا کہ اس کا سر پاش پاش ہوگیا۔ سارے مندر میں سناٹا چھا گیا۔ راجہ اور رانی اپنی جگہوں پر بیٹھے کانپنے لگے۔ سارے لوگ سجدوں میں گر پڑے اور دیوداسی کے بھجن گانے لگے۔ انہوں نے کبھی پتھر کی مورتی میں جان پڑتے نہیں دیکھی تھی۔ پتھر کی مورتی کا سانپ اس کے جبڑوں سے اچھل کر نیچے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گرا اور اُس نے لپک کر بڑے پجاری رتناکر کو گلے سے دبوچ لیا۔ رتناکر تھر تھر کانپنے لگا۔ مورتی کے اندر سے آواز آئی۔

"اے احمق لوگو! تم نے میری اصل دیوداسی کو نقل سمجھا اور اُسے میری آنکھوں کے سامنے پھانسی دینے لگے تھے؟ میں تمہارا یہ جرم کبھی معاف نہیں کروں گی۔ میں تمہیں بدعا دیتی ہوں کہ آج سے تمہارے ملک میں قحط پڑے گا اور کبھی بارش نہیں ہوگی۔ فوراً میری دیوداسی کی روح کو اُس کی اصل جگہ پر بٹھاؤ اور اُس کی پہلے کی طرح پوجا کرو۔ رتناکر! تم ایک ذلیل انسان ہو۔ تم جو کچھ کرتے رہے ہو سب کچھ جانتی ہوں۔ مگر ابھی میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گی۔ لیکن تمہاری سزا یہی ہے کہ اس دیوداسی کے پاؤں ہر روز اپنے ہاتھ سے دھو کر اس کے آگے سجدہ کیا کرو۔"

اس کے بعد زلزلہ رُک گیا۔ مورتی نے تھائیں کو اپنے بازو سے اتار کر آہستہ سے اپنی گود میں بٹھا دیا اور اُس کا ہاتھ اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔ وہ پھر پتھر کی مورتی بن گئی۔ سارے مندر میں لوگوں نے دیوداسی زندہ باد، دیوداسی کی جے ہو کے نعرے لگائے اور باری باری اُس کے سامنے آ کر سجدہ کرنے لگے۔

راجہ اور رانی بھی اپنی جگہ سے اُٹھے اور انہوں نے آگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑھ کر دیوداسی تھائیں کو سجدہ کیا اور کہا۔

"ہمیں معاف کر دو اے مقدس دیوداسی! ہم سے بڑی بھول ہو گئی۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ تم ہی اصلی دیوداسی ہو تو ہم کبھی تمہارے ساتھ یہ سلوک نہ کرتے۔ ہماری تم سے عاجزی کے ساتھ درخواست ہے کہ ہمارے ملک کو قحط سے بچاؤ اور مورتی دیوی کے آگے دُعا کرو کہ وہ اپنی بددعا واپس لے۔ ہمارے دیس پر بارش کرے۔"

تھائیں کے لیے یہ سب کچھ ایک زبردست کرامت سے کم نہیں تھا۔ عنبر بھی بے حد خوش تھا۔ آخر دیوی بلیطیس کی روح اُس کی مدد کو پہنچ گئی تھی۔ وہ چپکے چپکے تھائیں کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ تھائیں نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی اور کہا۔

"مہاراج! میں مورتی سے درخواست کروں گی کہ وہ اس دیس کے لوگوں کے جرم کو معاف کر دے۔"

اتنے میں رتناکر نے چیخ کر کہا۔

"مقدس دیوداسی! اُس سانپ سے میری جان بچاؤ۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ میں اب کبھی تمہاری توہین نہیں کروں گا۔ مورتی دیوی سے کہو وہ مجھے معاف کر دے۔" تھائیں نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"رتناکر! تم نے ہمیں بڑا دکھ دیا ہے۔ ہم تمہیں ضرور سزا دیں گے۔ تمہاری سزا یہی ہے کہ یہ سانپ ہمیشہ سوتے جاگتے میں تمہاری گردن کے ساتھ لپٹا رہے گا۔ تم اسے مارنے کی کوشش کروگے تو یہ تمہیں اُسی وقت ڈس کر ہلاک کر دے گا۔"

رتناکر دیوی تھائیس کے آگے آکر قدموں میں گر پڑا۔

"رحم کرو! رحم کرو! اے مقدس دیوداسی مجھ پر رحم کرو! میرے گناہ معاف کردو۔ میرے گناہ معاف کر دو۔ میں ہمیشہ تمہاری خدمت کروں گا۔ میں کبھی تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھوں گا۔ مجھے معاف کر دو اے مقدس دیوداسی! مجھ سے بڑی بھول ہو گئی۔ مجھے معاف کر دو۔"

جب راجہ اور عنبر نے بھی کہا کہ رتناکر کو معاف کر دیا جائے۔ لوگوں نے بھی ہاتھ جوڑ کر رتناکر کی زندگی کی بھیک مانگی تو تھائیس نے ہاتھ آگے بڑھا کر رتناکر کے گلے سے سانپ کو پکڑ لیا اور اُسے دوبارہ مورتی کے بازو پر لٹکا کر بولی۔

"ہم نے اپنے راجہ اور رعایا کے کہنے پر تمہیں معاف کر دیا۔ اگر آئندہ تم نے ایسی حرکت کی تو تمہیں اُسی وقت ہلاک کر دیا جائے گا۔"

رتناکر سجدے میں گر کر گڑگڑانے لگا۔ تھائیس نے سب کو وہاں سے نکل جانے کے لیے کہا۔ کنیزوں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگے بڑھ کر تھائیں دیوداسی کے پاؤں پر گلاب کا عطر چھڑکا۔ اسی وقت وہاں پالکی آ گئی اور اُسے پالکی میں سوار کروا کر اُس کے استھان کی طرف لے گئیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ کے منہ میں

زنفاسمہ لڑکی گاؤں میں اپنی خالہ کے پاس رہ رہی تھی۔ عنبر تبت کے دربار میں مصروف ہو گیا۔ اُسے اتنی فرصت ہی نہ ملی کہ زنفاسمہ لڑکی کو یاد کرتا ویسے بھی وہ اُسے دربار میں واپس نہیں لا سکتا تھا۔ کیونکہ ایسی حالت میں پجاری ترتا کر اُسے پہچان لیتا اور اُس کی جان لینے کی کوشش کرتا۔ عنبر نے سوچا کہ وہ لڑکی اپنی خالہ کے پاس ہی رہے تو اچھا ہے لیکن زنفاسمہ بڑی لالچی عورت تھی۔ وہ ایک غریب ماں باپ کی بیٹی تھی۔ اُس نے ساری زندگی غریبی دیکھی تھی۔ اُس کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ وہ کسی طرح ڈھیر ساری دولت حاصل کر کے تبت سے کوچ کر کے افریقہ کے کسی ملک میں جا کر باقی زندگی آرام سے بسر کرے۔ مگر دولت کا خواب کبھی پورا نہیں ہوا تھا۔ اب جبکہ اُسے معلوم ہوا کہ مورتی کے چبوترے کے نیچے پرانے بادشاہوں کا خزانہ دفن ہے تو اُس کے اندر دولت کا لالچ پیدا ہو گیا۔ مگر وہ اکیلی کچھ نہ کر سکتی تھی۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ عنبر کو ساتھ ملا کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خزانہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔ مگر عنبر کو دولت سے ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی۔ اور اب تو وہ رقاصہ سے بھی بہت دُور ہو گیا تھا۔

گاؤں میں اپنی خالہ کے پاس پڑے پڑے وہ بے چین ہو گئی۔ اُسے یوں محسوس ہوتا جیسے مورتی کے اندر کا خزانہ اُس کا انتظار کر رہا ہے اور وہ یونہی اپنا وقت ضائع کر رہی ہے۔ کرنا خدا کا کیا ہوا کہ رقاصہ کا ایک دُور کا پھوپھی زاد بھائی کُنالا جو ایک عرصہ ہوا گھر سے غائب ہو گیا تھا آوارہ گردی کرتا کراتا گاؤں میں آن وارد ہوا۔ وہ خالہ کے گھر کو جانتا تھا۔ چنانچہ وہ سیدھا وہاں آ گیا۔ خالہ نے اُسے کہا کہ یہ بھی تمہاری بہن ہے اور اس کا اس دنیا میں اب کوئی نہیں رہا۔ کُنالا بہت تیز، زیرک اور دولت پرست آدمی تھا۔ اس کی زندگی بھی دربدری کے عالم میں گزر رہی تھی۔ اُس نے بھی دولت کے خواب دیکھے تھے۔ اُس نے تصور میں کبھی اپنے آپ کو ایک بادشاہ دیکھا تھا جو زر و جواہر میں کھیل رہا ہو اور کبھی ایک ایسا ڈاکو جو بادشاہوں کے خزانے لُوٹ رہا ہو۔ رقاصہ نے جب اُسے بتایا کہ تبت شہر کے سب سے بڑے مورتی مندر کے چبوترے کے نیچے ایک ایسے خزانے کا نقشہ چھپا ہوا ہے جو تبت کے بادشاہوں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہزار سال سے اکٹھا کیا ہوا ہے۔ یہ بات سن کر کنالا کی خوشی سے باچھیں کھل گئیں۔ اُس نے بڑی رازداری کے انداز میں رقاصہ سے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ اس خزانے کا کسی اور کو تو علم نہیں ہے؟"

"نہیں۔ کسی کو علم نہیں ہے۔"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ مورتی مندر کے اندر وہ چبوترہ کہاں ہے جس کے نیچے اس بے بہا قیمتی خزانے کا نقشہ چھپا ہوا ہے؟"

"ہاں۔ میں نے وہ چبوترہ دیکھا ہے"

کنالا خوشی سے اچھل پڑا۔

"تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ تم آج ہی میرے ساتھ شہر چلو۔ ہم رات کی تاریکی میں چھپ کر مندر میں جائیں گے اور چبوترے کے نیچے سے خزانے کا نقشہ نکال لائیں گے"

"لیکن کنالا مورتی کے اندر بڑا پہرہ ہوتا ہے۔ وہاں سوائے مندر کے پجاریوں کے اور کوئی نہیں جا سکتا۔"

"تو پھر ہم پجاریوں کا بھیس بدل لیں گے۔ میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ ایسا حلیہ بدلوں گا کہ بڑے سے بڑا پجاری بھی نہ پہچان سکے گا کہ میں پجاری نہیں ہوں۔"

"تو پھر ہم آج شام ہی شہر کو روانہ ہو جائیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سب سے پہلے ہمیں یہاں بیٹھ کر پجاریوں کا بھیس بدلنا پڑے گا۔ یہاں سے ہم پجاری بن کر چلیں گے اور پجاری بن کر ہی شہر میں داخل ہوں گے۔"

"یہ اچھا خیال ہے۔"

رقاصہ بے حد خوش ہوئی کہ اُسے ایک ایسا آدمی مل گیا تھا جس نے اُس کا دولت مند بننے کا خواب پورا کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ وہ بھی کسی ایسے آدمی کی تلاش میں ہی تھی۔ اگلے روز انہوں نے خانہ سے کہا کہ وہ شہر کی سیر کو جا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے کمرے میں جا کر پجاریوں کا سفید لباس پہنا اور دوسرے دروازے سے باہر نکل گئے۔ سارا دن وہ ایک بیل گاڑی پر سفر کرتے رہے۔ شام کو وہ تبت شہر پہنچ گئے۔ رات انہوں نے ایک پرانے اور چھوٹے سے مندر میں بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

یہ مندر بڑے مورتی مندر کے عقب میں کچھ فاصلے پر تھا۔ یہاں وہ رات بھر اس منصوبے پر غور کرتے رہے کہ مندر کے اندر کب داخل ہوں۔ انہوں نے اس مقصد کے لیے شام کا وقت پسند کیا۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ عبادت کرنے کے بہانے شام کو مورتی مندر میں داخل ہو جائیں گے اور پھر رات کو وہیں چھپ جائیں گے۔ جب سارے پجاری اِدھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُدھر ہو جائیں گے تو وہ چبوترے کے نیچے سے خزانے کا نقشہ نکالنے کی کوشش کریں گے۔ شام کے وقت وہ مندر میں داخل ہو گئے۔

چونکہ وہ پجاریوں کے لباس میں تھے اس لئے کسی نے بھی ان پہ شک نہ کیا۔ وہ بڑے اطمینان سے لمبے لمبے چغے پہنے مندر کے صحن میں ایک جگہ بیٹھ گئے اور مورتی کی طرف منہ کر کے منتر پڑھنے لگے۔ بیچ میں رقاصہ نے سرگوشی میں کہا۔

"زمین کھودنے والی کدال کہاں ہے؟"

"میرے کرتے کے اندر چھپی ہوئی ہے۔"

"بس ٹھیک ہے۔"

وہ اندھیرا ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ جونہی رات کا اندھیرا چاروں طرف چھا گیا اور مندر میں کہیں کہیں روشنی کی چھوٹی چھوٹی مشعلیں جل اٹھیں تو رقاصہ نے چہرے کا نقاب کھسکا کر کہا۔

"کنالا! وقت آ گیا ہے میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔"

رقاصہ کو چونکہ مندر کے تمام خفیہ راستوں کا علم تھا۔ اس لیے وہ اپنے لالچی بھائی کنالا کو ساتھ لے کر آگے بڑھی۔ کنالا چپ چاپ سر جھکائے اس کے پیچھے چل پڑا۔ مورتی کے عقب میں جا کر رقاصہ نے چاروں طرف غور سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا۔ جب اُسے اطمینان ہو گیا کہ وہاں کوئی نہیں ہے تو وہ کُنالا کو ساتھ لے کر مُورتی کے اندر داخل ہو گئی۔ اندر چاروں طرف گھُپ اندھیرا تھا۔ صرف مورتی کی آنکھوں کے روشندانوں میں سے ہلکی ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی۔

کُنالا نے پوچھا۔

"وہ چبوترا کہاں ہے؟"

"شش! خاموش رہو"

رقاصہ نے کُنالا کو ہونٹوں پر انگلی رکھ کر چپ کرا دیا اور ایک طرف چلتے ہوئے اشارہ کیا۔ کُنالا خاموشی سے پیچھے چلا دیا۔ دو تین صحنوں میں سے گزر کر رقاصہ مورتی کے بائیں پہلو میں ایک چبوترے کے پاس آ کر رُک گئی۔ اُس نے سرگوشی میں کہا۔

"یہ ہے وہ چبوترہ"

کُنالا نے چبوترے کو ہاتھ لگا کر دیکھا۔ اُس کے نیچے ایک پتھر کی بڑی سی سِل لگی تھی۔ کُنالا نے لمبے کُرتے کے اندر سے کدال نکالی اور پتھر کی سِل کو اکھاڑنے کی کوشش شروع کر دی۔ وہ کافی دیر تک سِل کو اکھاڑنے کی کوشش کرتا رہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ اس دوران میں رقاصہ پہرہ دیتی رہی اور ارد گرد دیکھتی رہی کہ کوئی آ تو نہیں رہا۔ اُس نے کُنالا سے کہا۔

"دیوتاؤں کے لیے دیر نہ لگاؤ۔ سِل کو اکھاڑ ڈالو۔ نقشہ اسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سل کے نیچے چھپا ہوا ہے۔"

"میں سارا زور لگا رہا ہوں۔"

کنالا کو پسینہ آ گیا تھا۔ اُس کا سارا زور خرچ ہو رہا تھا۔ ایک بار جو اُس نے زور سے دھکا لگایا تو سِل اپنی جگہ سے حرکت کر گئی۔ دونوں بہت خوش ہوئے۔ کنالا نے اب پہلے سے بھی بڑھ کر جوش و خروش کے ساتھ سِل کو اپنی جگہ سے اکھاڑنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کی محنت کے بعد سِل اپنی جگہ سے اوپر اٹھ گئی۔ کنالا نے سِل کے نیچے ہاتھ مارا۔ وہاں ایک ننھا سا گڑھا تھا۔ رقاصہ نے بھی اندر ہاتھ مارا تو اس کا ہاتھ پیتل کی ایک چھوٹی سی صندوقچی سے ٹکرایا۔ اُس نے صندوقچی باہر نکال کر کنالا کو دی اور کہا۔

"ضرور نقشہ اسی میں ہے۔ اسے لے کر باہر چلو۔"

کنالا نے پتھر کی سِل کو اُسی جگہ پھر سے لگا دیا۔ پیتل کی صندوقچی کو بغل میں دبایا اور رقاصہ عورت کے پیچھے پیچھے مورتی سے باہر نکل آیا۔ وہ چھپتے چھپاتے مندر کے صحن میں سے ہو کر ستونوں کے ساتھ لگتے، دیوار کے سائے کی اوٹ میں دبے پاؤں چلتے، مندر سے باہر نکل آئے۔ ایک جگہ اُن کی بیل گاڑی کھڑی تھی۔ وہ اس میں بیٹھ کر اپنی سرائے کی طرف روانہ ہو گئے۔ سرائے میں پہنچ کر سب سے پہلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہوں نے دروازہ بند کر کے اندر سے کنڈی لگائی اور صندوقچی کو کھول دیا۔ صندوقچی کے اندر چمڑے کے ایک خول میں کچھ لپٹا ہوا تھا۔ انہوں نے خول کھول کر الگ کیا کہ اُن کے سامنے زمین پر تبت کے پرانے بادشاہوں کے خزانے کا نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ خوشی اور مسرت سے اُن کی آنکھیں کھل گئیں۔

"تو یہ ہے وہ نقشہ؟ - تم نے ٹھیک کہا تھا بہن! یہ تو واقعی کسی خزانے کا نقشہ ہے۔ مگر یہ خزانہ ہے کہاں؟"

دونوں لالچی انسان بڑی بے تابی کے ساتھ نقشے کو غور سے دیکھنے لگے۔ یہ نقشہ پاک کی کھال کے چمڑے پر بنا ہوا تھا۔ اس میں گول دائرے تھے اور سُرخ لاخ سے بنی ہوئی آڑی ترچھی لکیریں تھیں۔ جگہ جگہ پرانی تبتی زبان میں کچھ اشارے اور جگہوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ وہ دیر تک نقشے کو دیکھتے رہے مگر انہیں کچھ بھی سمجھ میں نہ آیا۔ وہ تھک ہار کر بیٹھ گئے ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی ایسا شخص تلاش کیا جائے جو پرانی تبتی زبان سمجھتا ہو۔ مگر ایسا شخص کہاں سے ملے؟ کُنالا وہاں کے لوگوں کو نہیں جانتا تھا۔ آخر اُس نے رقاصہ سے پوچھا کہ اُس کے خیال میں وہاں کوئی ایسا انسان ہے جو ہزار سال پرانی تبتی زبان کو پڑھ سکتا ہو۔ رقاصہ نے کافی سوچ بچار کے بعد کہا کہ اس سارے علاقے میں صرف ایک ہی بوڑھا اُس کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نگاہ میں ہے جو تبت کی پرانی زبان پڑھ سکتا تھا۔
"وہ کون ہے۔ کہاں ہے۔ چلو اُس کے پاس چلتے ہیں"
رقاصہ نے اُسے بتایا کہ وہ بڑے پجاری رتناکر کا باپ ہے یہ وہی تبتی بوڑھا تھا جو عنبر کو راستے میں ملا تھا اور جسے چھڑا کر عنبر نے دریائے آمو کے کنارے رخصت کیا تھا۔
کنالا نے کہا۔
"وہ کہاں رہتا ہے؟"
"وہ ہمارے گاؤں سے ایک میل کے فاصلے پر ایک پرانے کھنڈر میں اکیلا رہتا ہے۔ اور عبادت کرتا رہتا ہے وہ کسی سے نہیں ملتا"
"ہم اُس کے پاس چل کر اس نقشے کو سمجھنے کی کوشش کریں گے"
رقاصہ نے کہا
"مگر اس طرح تو وہ بھی خزانے کے راز سے آگاہ ہو جائیگا۔
کنالا نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔
"فکر نہ کرو بہن! اس کا بندوبست بھی کر لوں گا"
رقاصہ بالکل نہ سمجھ سکی کہ بندوبست کرنے سے اُس کی کیا مراد تھی۔ بہرحال اُس نے کنالا کو ساتھ لیا اور اُسی روز اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئی۔ گاؤں سے ایک میل کے فاصلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر وہ اُس کھوہ میں آ گئے جہاں بوڑھا تبتی ایک پتھر پر بیٹھا سورج کی طرف مُنہ کئے عبادت میں مصروف تھا۔ رقاصہ اور کُنالا بڑے ادب سے اُس کے پاؤں میں جا کر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ وہ عبادت سے فارغ ہو تو اُس سے بات کریں۔ کافی دیر کے بعد بوڑھے تبتی نے آنکھیں کھول کر اُن دونوں کی طرف دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں جلال اور سرخ روشنی تھی۔

"تم لوگ کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟"

کُنالا نے ہاتھ جوڑ کر بڑی مکاری سے کہا۔

"اے بزرگ درویش! ہم آپ کی زیارت کو آئے ہیں"

بوڑھے نے مسکرا کر کہا۔

"ہم لوگ دنیا والوں سے منہ موڑ چکے ہیں۔ ہم سے کسی کو کیا سروکار ہو سکتا ہے۔ سچ بتاؤ تم کیا لینے آئے ہو؟"

رقاصہ نے کُنالا کو سرگوشی میں کہا کہ بوڑھے کے آگے جھوٹ موٹ بولنے کی بجائے اُسے سچ سچ بتا دینا چاہیئے۔ کُنالا نے جیب سے چمڑے کا نقشہ نکال کر سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"اے بزرگ درویش! ہمارے خاندان کا یہ پرانا نقشہ صدیوں سے ہمارے ہاں چلا آ رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم ہمیں پڑھ کر بتاؤ کہ اس پر کیا لکھا ہے؟"

بوڑھے تبتی نے نقشہ دیکھا تو حیرت سے بولا۔

"یہ تو تبت کے پرانے بادشاہوں کے خزانے کا نقشہ ہے۔ تم کو کہاں سے مل گیا؟"

کنالا نے پھر جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ یہ اُن کے خاندان میں صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ بوڑھے نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بڑے غور سے نقشے کو پڑھ رہا تھا۔ اس نے کنالا کو بتایا کہ نقشہ مورتی مندر سے شمال میں ایک خشک چٹان کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے دس فرسنگ کے فاصلے پر دو ترچھے درخت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ ان درختوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر اگر ستر قدم جنوب مشرق کی طرف چلیں تو ایک ٹیلہ آئے گا۔ بس خزانہ اسی ٹیلے کے اندر ایک کھوہ میں ہے۔ کنالا نے خوش ہو کر چمڑے کا نقشہ اپنی جیب میں رکھ لیا اور کہا

"شکریہ اے بزرگ درویش! کیا ہم یقین کریں کہ آپ اس نقشے کے بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کریں گے؟"

بوڑھے تبتی نے کہا

"ہم کو دنیا کا کوئی لالچ نہیں رہا۔ ہم حرص و ہوس کے تمام پھندوں کو توڑ چکے ہیں۔ ہماری طرف سے تم کو خزانہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملے یا موت ملے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے"

"لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم ضرور کسی نہ کسی سے بات کر دو گے۔ اس لئے میں اس قصے ہی کو ہمیشہ کے لیے چکا دیتا ہوں"

یہ کہہ کر کنالا نے دیکھتے دیکھتے خنجر نکالا اور بوڑھے تبتی کے سینے میں پوری طاقت سے گھونپ دیا۔ رقاصہ چیخ مار کر اس پر گر پڑی۔ بوڑھا تبتی گر پڑا۔ اس کے سینے سے خون جاری ہو گیا۔ اس نے زبان سے کچھ نہ کہا۔ وہ خاموش، پُرسکون، روشن آنکھوں سے کنالا کو دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں سے روشنی ماند پڑنے لگی۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی اور وہ ایک ہلکی سی ہچکی لے کر گہری نیند سو گیا۔

رقاصہ نے غصے میں کنالا کا گریبان پکڑ کر کہا۔

"یہ تم نے کیا کر دیا۔ اس درویش سے ہمیں کسی قسم کا خطرہ نہ تھا۔"

"پھر تم نے اسے ہلاک کیوں کر دیا؟"

کنالا نے خون آلود خنجر ریت پر صاف کرتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں چاہتا کہ اس خزانے کا کوئی خاموش گواہ بھی زندہ رہے۔ اب چلو۔ خزانہ ہماری راہ دیکھ رہا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم جاؤ میں نہیں جاؤں گی" رقاصہ نے غصے سے کہا۔
پھر اچانک اس نے محسوس کیا کہ یہ ظالم شخص تو بڑی آسانی سے اُسے بھی قتل کر دے گا۔ اِس خیال کے ساتھ ہی اُس نے بڑھے کی لاش کو کھوہ میں زمین پر رکھا اور چپکے سے گنالا کے ساتھ ہو گئی۔ گنالا اُسے لے کر راتوں رات واپس تبت میں آ گیا۔ یہاں اُس نے وہ رات ایک گمنام سی سرائے میں بسر کی۔ رات بھر وہ خزانے کے بارے میں سوچ بچار کرتا رہا۔ رقاصہ کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اُس نے گنالا کو خزانے کا راز بتا کر زندگی کی ایک بھیانک غلطی کی ہے۔ کوئی پتہ نہیں تھا کہ وہ خزانہ لے کر اُسے بھی ہلاک کر دے اور خود سارے خزانے کا مالک بن بیٹھے۔ انہی سوچ بچار میں صبح ہو گئی۔ وہ دونوں بڑی خاموشی اور رازداری کے ساتھ سرائے سے باہر نکلے اور مورتی مندر کی طرف نکل آئے۔ یہاں سے اُس نے اندازے کے مطابق شمال کی طرف سفر شروع کر دیا۔ وہ اُس خشک چٹان کی تلاش میں تھے جس کے بارے میں بزرگ درویش نے نقشہ پڑھ کر انہیں بتایا تھا۔ چلتے چلتے انہیں دوپہر ہو گئی اور وہ تبت شہر سے کافی دُور نکل آئے۔ وہ پیدل چل رہے تھے۔ چنانچہ وہ تھک گئے اور ایک جگہ ذرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سستانے کے لیے بیٹھ گئے۔ اچانک انہیں دُور ایک خشک چٹان نظر آئی۔ اُن کے چہرے خوشی سے کِھل اٹھے۔ کنالا نے رفاصہ کا ہاتھ پکڑا اور اُسے لے کر چٹان کے پاس آ گیا۔ یہاں کھڑے ہو کر انہوں نے شمال کی طرف دیکھا۔ کنالا بولا۔

"بس یہاں سے دس فرسنگ کے فاصلے پر وہ درخت ہیں جن کے قریب ہماری قسمت کا سونا اور ہیرے جواہرات دفن ہیں۔"

"ہمیں یہاں سے چلنا شروع کر دینا چاہیئے۔"

"چلو"

انہوں نے خشک چٹان سے آگے چلنا شروع کر دیا۔ وہ چلتے چلے گئے۔ جب انہوں نے ٹھیک دس فرسنگ پورے کئے تو شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ یہاں انہیں وہ دو درخت نظر آ گئے جو آڑے ترچھے کھڑے تھے۔ گویا وہ خزانے کے پاس پہنچ گئے تھے اور ہر شے نقشے کے مطابق اور اُن کی اپنی مرضی کے مطابق ہو رہی تھی۔ یہ درخت بے حد پرانے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ کسی بہت ہی قدیم جنگل کے کھنڈر باقی رہ گئے ہوں۔

"ہم بالکل ٹھیک مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ یہاں سے ستر قدم جنوب مشرق کی طرف چلنا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں نے ترچھے درختوں کے درمیان کھڑے ہو کر جنوب مشرق کی طرف منہ کیا اور قدم قدم گنتے ہوئے چلنا شروع کر دیا۔ ستر قدم چلنے کے بعد وہ رک گئے۔ یہاں انہیں کوئی کھوہ یا کسی غار کے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے جس کے اندر قدیم تبت کے بادشاہوں کا خزانہ دفن ہو۔ دونوں بے چینی کے عالم میں ادھر اُدھر ٹکریں مارنے لگے۔ شام کے سائے اور گہرے ہو گئے تھے اور اب میدانوں میں رات کا پہلا اندھیرا اترنا شروع ہو گیا تھا۔ پھر بھی کھلی جگہ ہونے کی وجہ سے وہاں سورج کی ہلکی ہلکی چمک ابھی باقی تھی اور وہ اس غروب ہوتی روشنی میں وہ مقام تلاش کر لینا چاہتے تھے۔ جہاں پرانے تبتی بادشاہوں کا خزانہ دفن تھا اور جس کے بارے میں نقشے نے ساری نشانیاں اور علامتیں درست بتائی تھیں۔ کچھ دیر ادھر اُدھر تلاش کرنے کے بعد کُنالا کو ایک مقام پر کچھ پتھر کے ٹکڑے زمین میں سے اُبھرے ہوئے معلوم ہوئے۔ وہ لپک کر اُن پتھروں کے پاس بیٹھ گیا اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ اُس نے اپنی بہن سے ذکر کیا۔ اور کہا کہ اُس کے خیال میں یہی وہ مقام ہے جہاں خزانہ دفن ہے۔ رقاصہ نے اُس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جلدی سے زمین کھودنی شروع کر دو۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ خزانہ یہیں دفن ہے۔"

گنالا نے اپنے کُرتے کے اندر سے کدال نکال اور دھڑا دھڑ زمین کھودنی شروع کر دی۔ کافی زمین کھودنے اور بڑے بڑے پتھر اِدھر اُدھر ہٹانے کے بعد انہیں ایکدم ایک دروازہ سا دکھائی دیا جس پر ایک زنگ سے بھرا ہوا سیاہ تالہ پڑا تھا۔ تالے کو زنگ نے کھا لیا تھا۔ گنالا نے کدال مار کر تالہ توڑ دیا اور دروازہ کھول کر اندر دیکھا۔ اندر گھپ اندھیرے میں ایک سرنگ چلی جا رہی تھی۔ خدا جانے یہ سرنگ کہاں چلی گئی تھی۔ گنالا نے اندر منہ ڈال کر دیکھنے کی کوشش کی تو اُسے سانپ کی پھنکار سنائی دی۔ اُس نے ڈر کر سر باہر نکال لیا اور رفاصہ سے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے اندر کوئی سانپ ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا رفاصہ اور اُس کے ساتھی تبت کے پرانے بادشاہوں کا خزانہ حاصل کر سکے ؟ کیا عنبر تبت کے حکمرانوں کو ہُن قوم کے وحشیانہ حملوں سے بچا سکا ؟ تھائیس کب تک دیوداسی کے روپ میں لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتی رہی ؟ بڑے پجاری کا کیا انجام ہوا ؟ — یہ سب کچھ اسی ناول کے نویں حصے کڑے کا جال میں ملاحظہ فرمایئے ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بچّوں کے اس قسط وار ناول کا ہیرو عنبر پانچ ہزار سال سے زندہ ہے۔ قبرستان میں ایک جادوگر نے اسے کہا تھا "عنبر! تم کبھی نہیں مرو گے"۔ عنبر بادبانی جہاز پر سمندری طوفانوں کا مقابلہ کرتا سب سے پہلے مُردہ رُوحوں کے جزیرے میں پہنچتا ہے۔ یہاں ایک لڑکا ناگ اس سے آن ملتا ہے۔ وہ اصل میں ایک سانپ ہے مگر لڑکے کے بھیس میں ہے۔ وہ جب چاہے سانپ بن جاتا ہے اور جب چاہے لڑکا بن جاتا ہے ——

ماریا ایک ایسی لڑکی ہے جو اہرام مصر کے ایک تہہ خانے کی قبر سے اُسے ملتی ہے۔ وہ جادُو کے اثر سے غائب ہے۔ وہ سب کو دیکھتی ہے مگر اُسے کوئی نہیں دیکھ سکتا ——

تینوں بہن بھائی اپنے حیرت انگیز، پُراسرار اور خوف ناک سفر پر نکلتے ہیں —— بادشاہ مرجاتے ہیں —— مگر وہ زندہ رہتے ہیں ——

یہ قسط وار ناول انسان کی ہزاروں سالہ تاریخ کے ہر دروازے سے گزر کر آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

—— پچاس قسطوں میں ——

ایک مکمل اور سنسنی پیدا کرنے والی داستان

ہر ناول ایک مکمل دلچسپ اور پُراسرار کہانی —— پُورا ناول

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز

ادبی مارکیٹ ◉ چوک انارکلی ◉ لاہور